انصار الدین

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خُودی جس سے جلاؤں

جنوری/فروری 2025ء | صلح/تبلیغ 1404 ہجری شمسی | رجب/شعبان 1446 ہجری | جلد 22 نمبر 1
www.ansaruddin.org.uk

خصوصی دعاؤں کی تحریک

ارشاد امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ان دنوں میں خوب دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں۔ ذکرِ الٰہی پر زور دیں۔ اپنے دل کے اندھیروں کو مٹاتے چلے جائیں۔ ظلمات کو دور کریں۔اسی حوالے سے مَیں یہاں ایک تحریک بھی کر دینا چاہتا ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو کسی بزرگ نے کہا کہ اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سو200 دفعہ یہ درود شریف پڑھے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ جو درمیانی عمر کے ہیں پندرہ سے پچیس سال کے لوگ وہ بھی کم از کم سو100 دفعہ پڑھیں۔بچے بھی کم از کم تینتیس 33 دفعہ پڑھیں۔ چھوٹی عمر کے جو بچے ہیں ان کو ان کے ماں باپ تین 3، چار 4، دفعہ یہ پڑھائیں۔

اور ساتھ ہی سو100 دفعہ استغفار بھی کریں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں کہ سو100 دفعہ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

کا ورد بھی ان دنوں میں خاص طور پہ اور عموماً ہمیشہ کے لیے کریں۔ آپؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو تم ایک محفوظ قلعہ میں محفوظ ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور لوہے کی دیواریں ہیں اس قلعہ کی جس کی دیواریں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

.........ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23/ اگست 2024ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین



مجلس انصار اللہ یوکے

انصار الدین

جنوری/فروری 2025ء | صلح/تبلیغ 1404 ہجری شمسی

رجب/شعبان 1446 ہجری | جلد 22 نمبر 1

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

اداریہ

مالی جہاد...... قربِ الٰہی کا وسیلہ



محمود احمد ملک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معرکہ آراء کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں فرماتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لیے ہو جانا ہے۔ اس مدّعا کے حصول کے لیے جو وسائل ہیں اُن میں سب سے بڑا وسیلہ سچے خدا کو پہچان کر اُس پر ایمان لانا ہے۔ دوسرا وسیلہ خدا تعالیٰ کے حسن و جمال کا ادراک ہے جبکہ تیسرا وسیلہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا احساس ہے کیونکہ محبت کی محرّک دو ہی چیزیں ہیں: حسن یا احسان۔ مقصودِ حقیقی کو پانے کا چوتھا وسیلہ دعا ہے جبکہ پانچواں وسیلہ خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے یعنی اپنا مال اور اپنی طاقتیں اور اپنی جان اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے۔ جیسا کہ فرمایا جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ (التوبۃ:41) اور وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:4)۔ چھٹا وسیلہ خدا کا قرب پانے کا استقامت ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اُس نے ہمیں مسیح دوراں پر ایمان لانے کی سعادت عطا فرمائی اور اُن راہوں سے ہم آشنا ہوئے جن پر چلنے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے وسائل میسر آتے ہیں۔ اگرچہ یہ وسائل ہر انسان کے لیے ہمہ وقت مہیا ہیں تاہم بعض وسائل کی اہمیت مخصوص اوقات میں دیگر وسائل پر فوقیت اختیار کر جاتی ہے۔ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اور آنحضورﷺ کے ارشادات میں بھی ہمیں اس کی ہزاروں روشن مثالیں ملتی ہیں کہ حسب حالات مختلف قربانیوں کے لیے تقاضا ہوا تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اُس کے حسن و جمال کی لذّت سے آشنا جماعت نے لبّیک کہنے میں ہی سعادت جانی۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مومنین کی ایسی قربانیوں کے بےشمار واقعات اسلامی تاریخ کے ہر دَور میں موجود رہے ہیں تاہم دورِ آخرین میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صحبت نے نیک روحوں میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کی ایسی شمع جلائی کہ انہوں نے قرونِ اولیٰ کی عظیم تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کر دیا۔ قربانی کا یہ جذبہ آج بھی دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں غلامانِ احمدؑ کے جہدِ مسلسل کا عکاس ہے۔ اس حوالے سے صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب سابق امیر و مبلغ انچارج برطانیہ اپنی سوانح حیات میں رقمطراز ہیں کہ 1964ء میں خاکسار نے مرکز میں یہ تجویز بھجوائی کہ اُس وقت جو دو مکانات 63–61 میلر وز روڈ (Melrose Road) پر جماعت کی ملکیت میں تھے، اُن کو گرا کر نیا، خوبصورت اور کشادہ مشن ہاؤس تعمیر کیا جائے۔ مرکز کا جواب آیا کہ اگر رقم کا انتظام بطور قرضہ وہاں سے ہوسکتا ہو، جس کی بالاقساط ادائیگی بعد میں مرکز کرے گا، تو اجازت ہے۔ اور مرکز نے اس سلسلہ میں ایک ’’تعمیر کمیٹی‘‘ بھی بنا دی جس نے متعدد فنانس کمپنیوں سے رابطہ پیدا کیا۔ بالآخر ایک تعمیری ادارہ اس شرط پر رقم دینے پر آمادہ ہوا کہ وہ ہمارے منظور شدہ نقشہ کے مطابق تعمیر مکمل کر کے دیں گے اور مرکز اگلے 25 سال میں بالاقساط اُن کی رقم واپس کرے گا۔ نقشہ جات کی منظوری کا کام شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نقشہ کی منظوری عطا فرما دی۔ لیکن جب معاہدے پر دستخط کرنے کا وقت آ گیا اور سب تیاریاں مکمل ہوگئیں تو اچانک بغیر کسی نوٹس کے تعمیراتی کمپنی نے رقم دینے سے انکار کر دیا اور قریباً ایک سال کی تگ و دو کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

جس دن کمپنی مذکورہ نے مجھے انکار کا خط لکھا اس کے اگلے دن حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ہالینڈ سے لندن تشریف لائے اور خاکسار کے مہمان ہوئے۔ رات کے کھانے پر باتوں باتوں میں تعمیراتی کمپنی کا رقم دینے سے انکار کا بھی ذکر آیا اور خاکسار نے نہایت افسردگی کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ مرکز کا اور تعمیری کمیٹی کا ایک سال ضائع گیا اور جو امیدیں ہم نے ایک کشادہ، خوبصورت اور آرام دہ مشن

ہاؤس کی تعمیر کی باندھی تھیں وہ سب ختم ہوگئیں۔مکرم چودھری صاحبؓ خاموش رہے اور بات ختم ہوگئی۔

اگلے ہفتہ حضرت چودھری صاحبؓ پھر لندن تشریف لائے۔رات کے کھانے پر انہوں نے فرمایا کہ اگر انہی شرائط پر مشن ہاؤس کی تعمیر کے لیے مَیں رقم کا انتظام کردوں جن شرائط پر رقم تعمیراتی کمیٹی کو ادا کی جانی تھی تو کیا مرکز کو منظور ہوگا؟ خاکسار نے خوشی کے ساتھ کہا کہ مرکز کو اَور کیا چاہیے۔لیکن اگر آپ کی آفر پختہ ہے تو مَیں فوراً حضورؒ سے اجازت حاصل کرنے کے لیے لکھ دوں گا۔مکرم چودھری صاحبؓ فرمانے لگے: بے شک لکھ دیں۔

مَیں نے حضورؒ کو اطلاع دی۔حضورؒ نے بذریعہ تار منظوری عطا فرمادی اور یہ طے پایا کہ مکرم چودھری صاحبؓ مشن ہاؤس کی تعمیر کے لیے رقم کا انتظام کریں گے اور مرکز تکمیل تعمیر کے بعد 25 سال کے عرصہ میں مکرم چودھری صاحبؓ کا قرضہ واپس کرے گا۔اس وقت تعمیر کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ لگایا گیا۔

نقشہ جات حضورؒ کی خدمت میں پیش کیے گئے جو منظور ہو کر آ گئے اور کام شروع ہوگیا۔جب تعمیر مکمل ہوگئی تو مشن ہاؤس میں مناسب فرنیچر، پردے، تزئین و آرائش کا مرحلہ پیش آیا۔معاہدہ میں صرف تعمیر کی ذمہ داری چودھری صاحب کی تھی۔لیکن جب تعمیر کی تکمیل ہوگئی تو میں نے حضرت چودھری صاحبؓ سے فرنیچر وغیرہ کے سلسلہ میں بھی مدد کی درخواست کردی۔وہ فرمانے لگے کہ یہ تو معاہدہ میں شامل نہ تھا،لیکن ٹھیک ہے جہاں اتنا خرچ کیا ہے وہاں یہ بھی سہی۔

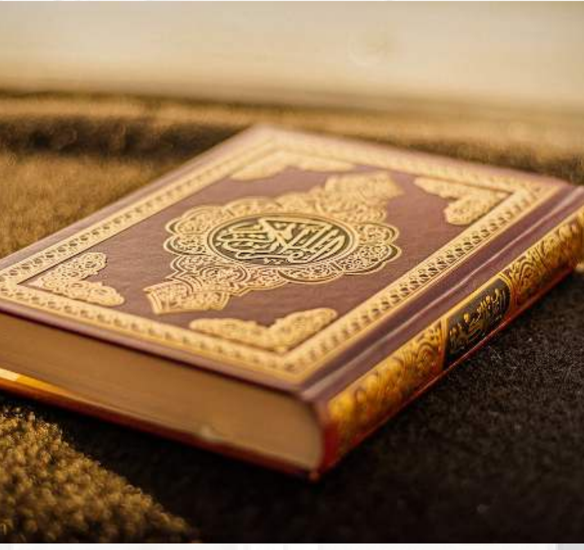
جب تعمیر و تزئین و آرائش کے جملہ مراحل بخیر و خوبی طے ہوگئے تو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم کی تعمیل میں معاہدہ کا ڈرافٹ مکرم چودھری صاحبؓ کی خدمت میں پیش کردیا۔انہوں نے فرمایا کہ وہ اس کا مطالعہ کریں گے اور اگلے ہفتہ دستخط کی باقاعدہ کارروائی ہوگی۔حضورؒ نے ازراہ شفقت مرکز کی طرف سے خاکسار کو دستخط کرنے کا اختیار عطا فرمایا تھا۔

اگلے ہفتہ حضرت چودھری صاحبؓ ہالینڈ سے تشریف لائے اور فرمایا کہ انہوں نے معاہدہ کا مطالعہ کرلیا ہے اور وہ اب اس پر دستخط کرنے کو تیار ہیں۔خاکسار نے عرض کیا کہ کل مجلس عاملہ کی میٹنگ بلا لیتے ہیں، ان کے سامنے دستخط ہو جائیں گے۔اگلے دن صبح سویرے حضرت چودھری صاحبؓ نے فرمایا کہ میں رات بھر اس بات پر غور کرتا رہا اور کسی قدر بے چینی کا شکار رہا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے گفتگو کرتا رہا کہ ظفراللہ خان! یہ جو کچھ بھی تجھے ملا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے۔جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت دیتے وقت کوئی شرائط عائد نہیں کیں تو پھر تم خدا کو کچھ حصہ اس دولت کا واپس کرتے وقت شرائط لگانے میں کس حد تک حق بجانب ہو؟ خدا تعالیٰ کا شکر تم اسی طرح ادا کرسکتے ہو کہ برضا و رغبت اور بشاشت یہ ساری رقم جو تم نے خرچ کی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کردو۔

پھر فرمایا: ”معاہدہ مَیں نے پھاڑ دیا ہے۔مشن ہاؤس جماعت کو مبارک ہو۔صرف ایک شرط ہے کہ میری زندگی میں اس بات کو مشتہر نہ کیا جائے کہ مشن ہاؤس کی تعمیر کے لیے جملہ رقم میں نے فراہم کی تھی۔یہ رقم میری طرف سے تحفہ ہے۔“

برادرانِ کرام! آج بھی سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جماعتِ مومنین کے لیے قربانیوں کی ایسی کئی کشادہ راہیں موجود ہیں جن پر اہل ایمان ذوق و شوق سے رواں دواں ہیں۔صرف مالی قربانیوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت، مخلوق خدا کی خدمت کے لیے طبّی اور تعلیمی سہولیات کی فراہمی، صاف پانی کی فراہمی، ہنگامی آفات کا شکار مخلوقِ خدا کے لیے ہر قسم کی امدادی سرگرمیاں نیز غرباء، مساکین اور یتامیٰ کے لیے خوراک اور کفالت کے انتظامات کا ایک بھرپور سلسلہ جاری ہے۔

عالمی سطح پر مذکورہ بالا مساعی کے علاوہ بھی ہر خطّے کے مخصوص حالات کے مطابق قربانی کی مثالیں رقم کی جارہی ہیں۔مثلاً ہم برطانیہ کے انصار کے لیے مسجد بیت الرحمٰن کارڈف (یوکے) کی تعمیر کے علاوہ افریقہ کے ملک بورکینافاسو میں آئی انسٹیٹیوٹ اور جنرل ہسپتال کی تعمیر کے حوالے سے مالی قربانی کے اَن گنت مواقع میسر ہیں جن سے استفادہ کر کے ہم اپنے مقصدِ حیات کی طرف جانے والی راہیں استوار کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اُس کا قرب حاصل کرنے والے بن سکیں۔آمین



درس القرآن

جماعت احمدیہ مسلمہ کا ہر قول وفعل اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات کی عکاسی کرتا ہے۔ انہی تعلیمات میں سے ایک تعلیم قرآن کریم میں یوں بیان ہے کہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (الاعراف:۳۲)

اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کرلیا کرو۔

یعنی مسجد جانے سے پہلے ہی اپنے دلوں کو پاک کرلیا کرو۔ کپڑوں اور بدن کی ظاہری صفائی بھی کرلیا کرو۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے آدم کے بیٹو! کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے يٰبَنِيْٓ مُسْلِمِيْن کہہ کر مخاطب نہیں کیا کہ رُوئے زمین پر موجود سب انسان آدم کے بیٹے ہی ہیں۔ چنانچہ حکم دیا ہے کہ ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کرلیا کرو۔ مسجد کے معنی سجدہ کرنے کی جگہ کے ہیں۔ جہاں عبادت کی جائے۔ پس چاہے وہ مسلمان ہے، عیسائی ہے، یہودی ہے یا کسی مذہب کا پیروکار ہے اسے یہ حکم' آدم کے بیٹو' کہہ کر دیا گیا ہے کہ زینت و پاکیزگی کے سامان اختیار کیا کرو۔

اسی طرح حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کو یہ حکم دیا کہ

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ (البقرۃ:۱۲۶)

اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک (اور صاف) رکھو۔

گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ بات نہایت پسندیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے مخلصین کے لیے مساجد کو پاک اور مصفّٰی رکھا جائے۔

اسی مضمون کو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ یعنی طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء) اور اس پر پورا اترنے کی توفیق پانے کے لیے آپ ﷺ نے یہ دعا بھی سکھلائی کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ کہ اے اللہ! مجھے (روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے) بہت زیادہ توبہ کرنے والا بنادے اور (ظاہری صفائی رکھنے کے لیے) پاک صاف رہنے والا بنادے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ (المدثر:۶-۵) کی تفسیر میں فرمایا: ''اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷)

یہ فضیلت اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے صفائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ہر موقع پر تعلیم دی ہے۔ اسلام میں وقارِ عمل کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس بات کا اندازہ آنحضرت ﷺ کے اس عمل سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر سڑک پر جھاڑیاں، پتھر یا کوئی اور گندی چیز پڑی ہوتی تو آپ اُسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ)



حدیثُ النّبی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کَانَ النبیﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں میں سے حسین ترین اور سب انسانوں میں سے زیادہ سخی اور سب سے بہادر تھے۔ (بخاری، کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء…)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر، معزز، سخی اور نورانی وجود کسی کو نہیں دیکھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد اول ذکر صفۃ اخلاق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپؐ کی سخاوت رمضان کے مہینے میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ جاتی تھی۔ جب جبرئیل آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اس وقت آپ کی سخاوت اپنی شدت میں تیز آندھی سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب أجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا ہو اور آپؐ نے نہ کہا ہو۔ اگر ہوتا تو عطا فرما دیتے ورنہ خاموش رہتے، یا اس کے لیے دعا کر دیتے۔

(شرح مواہب اللدنیہ للزرقانی الفصل الثانی فیما اکرمہ اللّٰہ تعالیٰ بہ من الاخلاق الزکیۃ)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ بعض انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپؐ نے مزید عطا فرمایا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپؐ نے کچھ اور عطا فرمایا یہاں تک کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے اسے تم سے روک کر نہیں رکھتا۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ)

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لباس کی ضرورت محسوس کر کے ایک صحابیہ نے ایک خوبصورت چادر کڑھائی کر کے آپؐ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کی کہ یہ میں نے آپؐ کے لیے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے تا کہ آپؐ اس کو استعمال فرمائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ اندر گئے اور وہ چادر پہنی اور باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے کہا کیا عمدہ چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجیے۔ اس پر لوگوں نے اس کو کہا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہن لیا ہے اور آپؐ کو اس کی ضرورت بھی ہے تو پھر تم نے یہ چادر کیوں مانگ لی، حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انکار نہیں کیا۔ اس پر اس نے کہا کہ یہ مَیں نے پہننے کے لیے نہیں مانگی، مَیں نے تو یہ اپنے کفن کے لیے مانگی ہے۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن النبی ﷺ)

حضرت ربیعہ بنت مُعوَّذؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے میرے والد نے تازہ کھجوروں کا ایک طشت اور کچھ ککڑیاں دیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر لے جاؤ۔ مَیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئی۔ چھوٹی ککڑیاں حضور کو بہت پسند تھیں۔ اس زمانے میں آنحضور ﷺ کے پاس بحرین کے علاقے سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے تو آپؐ نے کھجوروں اور ککڑیوں کا تحفہ لے کر مجھے مٹھی بھر زیور عطا فرمایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ بھر کر سونے کے زیور ربیعہ کو دیے اور فرمایا یہ زیور پہن لو۔

(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب علامات النبوۃ باب فی جودہ ﷺ)



امام الکلام ۔ کلام الامام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

☆ ہم جو اسلام کا گروہ ہیں ہمیں خوشخبری ہو کہ ہمیں احمدیت اور محمدیت کی صفت والا نبی ملا اور اس کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے احمد اور محمدؐ ہوا تا کہ اس کے دونوں نام اُمت کے لیے ایک تبلیغ ہو اور اس مقام کے لیے یہ ایک یاددہانی ہو۔ ... پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطّہر اور طیّب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔

(نجم الہدیٰ، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۷،۱۶)

☆ درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لیے برکات الٰہی مانگتے ہیں بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ ۵۲۲)

☆ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے: وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ ۳۶:) تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ [یعنی یہ اسی وجہ سے ہے جو تم نے محمد ﷺ پر درود بھیجا]۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۳۱، حاشیہ)

☆ عقلِ ذکا، سرعتِ فہم، صفائی ذہن، حسنِ تحفظ، حسنِ تذکّر، عفت، حیا، صبر، قناعت، زہد، تورّع، جوانمردی، استقلال، عدل، امانت، صدق لہجہ، سخاوت فی محلّہٖ، ایثار فی محلّہٖ، کرم فی محلّہٖ، مروّت فی محلّہٖ، شجاعت فی محلّہٖ، علّو ہمت فی محلّہٖ، حلم فی محلّہٖ، تحمل فی محلّہٖ، حمیّت فی محلّہٖ، تواضع فی محلّہٖ، ادب فی محلّہٖ، شفقت فی محلّہٖ، رأفت فی محلّہٖ، رحمت فی محلّہٖ، خوفِ الٰہی، محبتِ الٰہیہ، اُنس باللہ، انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ ... یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خودبخود روشن ہونے پر مستعد تھے ... اُن نوروں پر ایک اور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اُس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ حاشیہ ۱۱)

☆ ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ فرماتا ہے: فَبِهُدٰٮهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام: ۹۱) یعنے اے رسول اللہ! تُو اُن تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۳)



فرمودات
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

☆ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوا ہے اس وقت آپ کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والا ہو گا جب اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائے گا۔

☆ اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر اخلاق کے اعلیٰ نمونے دکھانے کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر بندوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے تو پھر جلسہ پر آنے کا مقصد ہی پورا نہیں ہوتا اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

☆ اگر آپ کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں پیدا ہوا، اگر آپ کے اخلاقی اور روحانی حالات میں بہتری نہیں ہوئی تو ایسے شامل ہونے والوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شمار ہی اسے کیا ہے جس میں حقیقی تقویٰ اور طہارت پیدا ہو اور اپنی حالتوں کو درست کرتے ہوئے اپنی نیکیوں کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرے۔

☆ آج یہ عہد کریں کہ ہم نے جو عہدِ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باندھا ہے اس کو ہم پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے زیر اثر اور آپ کے مشن کو پورا کرتے ہوئے ایمان کو ثریا سے لانے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کریں گے۔

☆ ہم بیشک کہتے رہیں، لاکھ ہم یہ کہیں کہ ہم احمدی ہیں لیکن اگر عرش کے خدا نے ہمیں اس فہرست میں شامل نہیں کیا تو ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ بھی بیکار ہے۔

☆ جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سو ۲۰۰ دفعہ یہ درود شریف پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ...

اور ساتھ ہی سو ۱۰۰ دفعہ استغفار بھی کریں۔

اسی طرح سو ۱۰۰ دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کا ورد بھی کریں۔

یہ تحریک صرف تین دنوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ مستقل تحریک ہے، ہر احمدی کو مستقل پڑھتے رہنا چاہیے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔'' ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تبھی فائدہ دے گی جب ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ صرف کھوکھلے نعروں پر انحصار نہیں کرنے والے ہوں گے۔

(جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۲۴ء کے پہلے روز خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 23 اگست 2024ء)



سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات و دیدار کی چند خوشگوار یادیں

ڈاکٹر حامد اللہ خان۔ یارکشائر، یوکے

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمارے خاندان کو احمدیت کے نور سے منور کیا جب 1909ء میں خاکسار کے دادا جان محترم محمد الیاس خانصاحب نے چارسدہ کی سنگلاخ زمین میں قبولِ احمدیت کی سعادت پائی۔ ان کے بعد میرے پیارے بزرگ والد خان عبدالسلام خان صاحب نے احمدیت کی شمع کو سینے سے لگائے رکھا اور اپنی نسل کو یہ مقدس امانت منتقل کی۔ خاکسار کی پیدائش 1943ء میں ہوئی اور میں نے احمدیت کے ماحول میں ہی ہوش سنبھالا۔

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا مبارک دَورِ خلافت تھا۔ ہم پشاور میں رہتے تھے اور ہم سب بہن بھائیوں کو سارا سال جلسہ سالانہ کا بے چینی سے انتظار رہتا تھا اور والد صاحب کے ساتھ ہمارا سارا کنبہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے باقاعدگی سے ربوہ جایا کرتا تھا۔ یوں نہایت چھوٹی عمر سے ہی الحمدللہ ہمیں باقاعدگی سے ربوہ جا کر جلسہ کے روحانی ماحول سے مستفیض ہونے کی توفیق ملتی رہی۔ ہم جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ کی تقاریر سنتے، ان ایام میں حضورؓ سے ہونے والی جماعتی وفود کی ملاقاتوں کا حصہ بنتے۔ اس طرح ہمیں حضورؓ کے پُرنور، مبارک اور روحانی چہرہ کا دیدار نصیب رہتا۔ ہماری جماعت پشاور کی ملاقات کے دوران سرحد کے صوبائی امیر حضرت قاضی محمد یوسف صاحب حضورؓ کے بائیں طرف بیٹھا کرتے تھے۔

اُس انتہائی بچپن کے زمانہ کے باوجود خاکسار نے مشاہدہ کیا کہ حضورؓ کا مبارک چہرہ اتنا پُرنور ہے اور آپ کی آنکھوں میں ایک ایسی خاص کشش ہے کہ باوجود کوشش کے ہم حضور کے ساتھ زیادہ دیر تک آنکھ نہیں ملا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کو ایک غیر معمولی رعب عطا کیا ہوا تھا۔

ایک نہ بھولنے والا واقعہ

مَیں آج بھی اس واقعہ کو یاد کر کے اپنی خوش نصیبی پر خدا کا خاص شکر ادا کرتا ہوں۔ میری عمر غالباً 14–15 سال ہوگی جب پشاور کی جماعت کی اجتماعی ملاقات کے دوران خاکسار بھی قطار میں کھڑا تھا۔ اپنی باری آنے پر حضرت مصلح موعودؓ سے مصافحہ کا شرف پایا۔ حضورؓ نے ازراہِ شفقت میرا ہاتھ کچھ دیر تک تھامے رکھا اور فرمایا کہ اپنا تعارف کرواؤ۔ اس پر خاکسار نے والد صاحب کا نام لیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اَور بتاؤ۔ پھر مَیں نے اپنے نانا حضرت خان خواص خان صاحب کا نام لیا تو حضورؓ نے پھر فرمایا کہ اَور بتاؤ۔ اب کی بار خاکسار نے اپنے دادا حضرت مولوی محمد الیاس خانصاحب کا نام لیا (جنہیں چارسدہ میں قبول احمدیت کے بعد شدید مخالفت کا سامنا ہوا تو وہ ہجرت کر کے مستونگ صوبہ بلوچستان چلے گئے اور وہاں احمدیت کی خوب تبلیغ کرنے کی توفیق پائی۔ آپ نے حکومت بلوچستان کے وزراء، مقامی سرداروں اور نوابوں کو بھی پیغامِ احمدیت پہنچایا۔ آپ کی وفات 1948ء میں پشاور میں ہوئی تھی۔) میرا جواب سن کر حضورؓ نے فرمایا: ''وہ تو ہمارے آنریری مبلغ تھے۔ اُنہوں نے بلوچستان کے نوابوں کو بھی تبلیغ کی تھی۔'' اس وقت تک حضورؓ نے مجھ ناچیز کا ہاتھ تھامے رکھا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

خاکسار کو حضور انور کی روحانی نوبت خانہ والی تقاریر کا سننا بھی یاد ہے۔ حضور کی تقاریر بہت ایمان افروز ہوتیں اور بہت دیر سے ختم ہوا کرتیں۔

جابہ میں حضورؓ سے جماعتی ملاقات

قیامِ پاکستان کے بعد ربوہ میں گرمی کے شدت کے دنوں میں حضرت مصلح موعودؓ کچھ وقت کے لیے ربوہ سے قریب ایک بستی جابہ تشریف لے جاتے تھے۔ حضورؓ کا دفتری عملہ اور افرادِ خاندان بھی ساتھ ہوتے تھے۔ خوشاب کے قریب واقع اس جگہ کے نسبتاً بہتر موسم میں حضورؓ کی مصروفیات بھی جاری رہتی تھیں۔ غالباً یہ زمین محترم نواب مسعود احمد خان پسر حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی ملکیت تھی۔ میری اہلیہ محترمہ صاحبزادی امۃ الحی مرحومہ بنت ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب بتایا کرتی تھیں کہ ان کو بھی حضورؓ کے ساتھ متعدد مرتبہ جابہ جا کر رہنے کا موقع ملا۔ وہ بتایا کرتی تھیں کہ تب حضورؓ جابہ میں قیام کے دوران تفسیرِ صغیر مرتب فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ پشاور کی جماعت بھی خصوصی بس میں سوار ہو کر حضورؓ کی ملاقات کے لیے جابہ گئی تھی۔ اس سفر میں خاکسار بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ گیا تھا اور مجھے حضورؓ کی محفل میں بیٹھنے اور آپؓ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

دعائیہ خطوط

میرے والد محترم خود بھی ہمیشہ حضورؓ کو دعائیہ خط لکھتے اور ہم سب بہن بھائیوں کو بھی نصیحت کرتے کہ اپنے سب معاملات کے لیے حضورؓ کو دعا کے لیے لکھا کریں۔ چنانچہ ابتدائی عمر سے ہی خاکسار بفضلہ تعالیٰ باقاعدگی سے حضورؓ

کو دعائیہ خط لکھنے لگا جن کا جواب حضورؓ کی طرف سے ایک پوسٹ کارڈ پر آتا تھا جس پر حضورؓ کے نام کی مہر لگی ہوتی تھی۔

ایک اور ملاقات

خاکسار کے خاندان میں میرے دادا حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب رضی اللہ عنہ کو احمدیت کی نعمت سب سے پہلے ملی تھی۔ انہوں نے ایک بزرگ صحابی حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ 1909ء میں بیعت کی سعادت پائی تھی۔

حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ کا آبائی گاؤں اصل میں مدھ بھیلووال (Mudh Bhillowal) ضلع امرتسر ہے (جماعتی لٹریچر میں اس گاؤں کا نام صرف ''مُد'' مشہور ہے۔) لیکن آپؓ مردان میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد میاں احمد بخش صاحب نائب تحصیلدار تھے۔ یوں حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی مردان میں ہی گزاری۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''اعجاز احمدی'' اور ملفوظات نیز احمدیہ لٹریچر میں آپؓ کا نام ''مباحثہ مُد'' اور دیگر خدمات سلسلہ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

حضرت میاں محمد یوسف صاحب جو میاں جی کے نام سے مشہور تھے، مردان کی احمدیہ جماعت کے امیر بھی رہ چکے تھے اور بہت سے لوگوں کو احمدیت کے آغوش میں لانے کا باعث ہوئے۔ یہ 1959 کا واقعہ ہے جب خاکسار میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوا تو میری مرحومہ نانی جان، محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محترم خان خواص خان صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ آف مردان کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ان کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے سفر کا انتظام کروں گی۔ تب آپؓ کی عمر 100 سال سے زیادہ تھی۔ آپ جسمانی طور پر کافی کمزور ہو چکے تھے اور کسی کا سہارا لے کر چلتے تھے۔ محترمہ نانی صاحبہ نے مجھے کہا کہ چونکہ تم اب اپنے امتحانات کے بعد فارغ ہو اس لیے میری خواہش ہے کہ تم میاں جی کو حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کے لیے ربوہ لے جاؤ۔

میری نانی جان مرحومہ نے خاکسار کا اور حضرت میاں جیؓ کے سفر کا خرچ خود ادا کیا اور اس یادگار سفر میں معاونت اور خدمت کی سعادت میرے حصہ میں آئی۔ الحمدللہ۔ خاکسار حضرت میاں جی صاحب کو بذریعہ چناب ایکسپریس پشاور سے ربوہ لے گیا۔ ربوہ پہنچ کر حضورؓ کے ساتھ ملاقات کے لیے وقت لیا گیا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا حضرت میاں جی صاحب سہارا سے چلتے تھے، ملاقات کے لیے جاتے ہوئے ان کے ایک طرف خاکسار اور دوسری طرف ہمارے رشتہ دار محمد حسن خان درّانی صاحب نے میاں جی کو سہارا دیا ہوا تھا۔

مجھے اچھی طرح منظر یاد ہے کہ جب ہم اندر داخل ہوئے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک صاف بستر پر آرام فرما تھے اور اخبار پڑھ رہے تھے۔ حضورؓ نے ازراہ شفقت حضرت میاں جیؓ سے ان کا حال احوال اور صحت کے بارے میں پوچھا۔ نیز حضورؓ نے حضرت میاں جیؓ سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے آپ ابھی تک ماشاءاللہ نماز کے لیے مسجد جاتے ہیں۔ اس پر حضرت میاں جیؓ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت میاں جیؓ نے حضورؓ کی خدمت میں قرآن پاک کا ایک چھوٹے سائز کا نسخہ تحفۃً پیش کیا، جو غالباً مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کا ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ یہ میرے لیے ایک نہایت اہم، حسین اور یادگار موقع تھا کہ مجھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اس قدر قریب سے دیکھنے کی سعادت ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

حضرت میاں جیؓ نے 6 رمئی 1961ء کو مردان میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپؓ کے بھتیجے مکرم میاں محمد حسین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مردان کی طرف سے اخبار ''الفضل 21 رمئی 1961ء صفحہ 6'' پر لکھا: ''حضرت میاں محمد یوسف صاحب احمدی اپیل نویس، جو حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی اور 1901ء کے بیعت شدہ تھے، قریباً ایک سو سال کی عمر پا کر 6 رمئی 1961ء بوقت ساڑھے تین بجے صبح بروز شنبہ مقام بکٹ گنج مردان وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی دن شام کو انھیں اماناً سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے جنازہ میں جماعتہائے احمدیہ ہوتی، مردان، نوشہرہ، پشاور کے احباب، اقرباء اور معززین بکٹ گنج نے شمولیت کی۔ غسل کے بعد وہ قمیض جو مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی تھی، پہنا کر تکفین کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے سابق صوبہ سرحد نے پڑھائی۔''

حضرت میاں جی کی وفات کے بعد 1961ء میں ہی خاکسار نے جب ایف ایس سی (میڈیکل) کا امتحان دیا تو میری شدید خواہش تھی کہ مجھے میڈیکل کالج میں داخلہ مل جائے۔ میں نے خیبر میڈیکل کالج پشاور میں داخلہ کے لیے درخواست دی تو میرا نام waiting list میں آیا جس کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے خطوط لکھے۔ میرے والد محترم عبدالسلام خان صاحب بہت دعا گو انسان تھے۔ انہوں نے بھی میرے لیے بہت دعائیں کیں اور مجھے تسلی دیتے رہے۔ خاکسار خود بھی دعاؤں میں مصروف رہا۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں جی کی بیٹی ہمارے گھر آئیں اور میرے بارے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حامد اللہ کو کیوں اتنی پریشانی ہے۔ حالانکہ میرے والد صاحب حضرت میاں جیؓ دو بار میرے خواب میں آئے ہیں اور کہا ہے کہ حامد اللہ کو کہو کہ مکمل تسلی رکھے، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل، خلیفۂ وقت کی دعا اور بزرگانِ سلسلہ کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کو میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق و مدد سے خاکسار نے 1966ء میں پشاور سے میڈیکل کی تعلیم مکمل کی اور اس کے بعد عملی زندگی میں انگلستان آ کر طب کے شعبہ میں کام کرنے کا موقع بھی مل گیا۔ نیز متفرق جماعتی خدمات کی بھی سعادت ملتی رہی۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے سفروں کی چند یادیں

جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ ہم لوگ اپنے والد صاحب کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال جلسہ سالانہ پر ربوہ جاتے اور وہاں کے خاص روحانی ماحول سے مستفید ہوتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہماری پشاور کے احمدی احباب جلسہ سے دو تین دن پہلے بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ کے لیے پشاور اسٹیشن سے اکٹھے سفر شروع

کرتے تھے۔اس سفر کا ایک اپنا ہی الگ مزہ ہوتا تھا۔ راستہ میں باجماعت نمازیں ہوتیں۔ ہمارے ڈبّے کے دروازے کے قریب کھڑا ہوا کوئی شخص بلند آواز سے تکبیر کہتا اور سب نماز میں شامل ہوجاتے۔ جونہی ربوہ قریب آتا تونعرہ ہائے تکبیر سے صدا گونجنے لگتی۔ جلسہ کے مہمانوں کے استقبال کے لیے ربوہ اسٹیشن پر استقبال کے لیے خدام ڈیوٹی پر موجود ہوتے اور وہ ہی سامان اُٹھا کر ہمیں ہماری رہائش گاہوں تک پہنچا دیتے۔ ہماری پشاور کی جماعت کے قیام کا انتظام مجلس انصاراللہ کے یا تحریک جدید کے دفاتر میں ہوتا تھا۔ ہم لوگ اپنا بستر ساتھ لے کر ربوہ جاتے تھے اور فرش پر بچھی ہوئی پرالی پر اپنا اپنا بستر لگا لیتے۔ وہ بہت ہی روحانی ماحول ہوتا تھا جبکہ سب بزرگ بھی اور بعض صحابہ بھی فرش پر بستر لگا کرسوتے تھے۔

ہم لوگ جلسہ سالانہ کے ایام میں مسجد مبارک میں تہجد اور نماز فجر کے لیے حاضر ہوتے۔ اس کے بعد خاکسار اپنے والد صاحب کے ساتھ بہشتی مقبرہ دعا کرنے جاتا اور پھر جلسہ پروگرام کے مطابق دن کی تیاری شروع ہوجاتی تھی۔ ہم لوگ ایک بڑی چادر لے کر جلسہ گاہ میں اوّل وقت میں ہی پہنچ جاتے اور ہماری کوشش ہوتی کہ ہمیں سٹیج کے قریب جگہ مل جائے۔

خاکسار کو حضورؓ کی سیرِ روحانی کی تقاریر سننا بھی یاد ہیں جو گو بہت لمبی ہوتی تھیں لیکن احباب سارا وقت پوری توجہ سے تقاریر سنتے۔ حضورؓ کی تقاریر بہت ہی دلچسپ ہوتی تھیں جن میں بعض دفعہ لطیفہ بھی آجاتا۔ الغرض تقاریر کے دوران سامعین کی توجہ قائم رہتی تھی۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ افتتاحی تقریر کے بعد اور اسی طرح اختتامی تقریر کے بعد بہت لمبی اور پُرسوز دعا کرواتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ رقّت کی وجہ سے اکثر احباب دورانِ دعا زار و قطار رو رہے ہوتے تھے اور خود حضورؓ کی رقّت و گریہ وزاری کی آواز لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے ہم تک پہنچ جاتی تھی۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا کہ 1961ء سے حضورؓ کی بیماری میں بہت اضافہ ہوگیا اور پھر ملاقات کے مواقع کم ہوتے گئے۔ تب حضورؓ جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس پر کچھ وقت کے لیے تشریف لاتے۔ بعض دوست حضورؓ کو کچھ سہارا بھی دے رہے ہوتے تھے۔ آپؓ مختصر خطاب فرماتے۔ اور دور دراز سے آئے مخلصین حضورؓ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیان کے ذکر پر حضورؓ بھی جذبات سے بہت مغلوب ہوگئے اور بے اختیار رونے لگے، جس پر جلسہ گاہ میں موجود احمدیوں کی حالت ہی عجیب ہوگئی۔

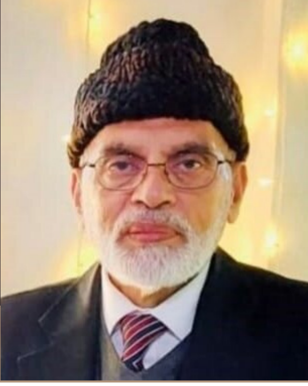
حضورؓ کے جنازہ میں شمولیت

حضرت مصلح موعودؓ کی طبیعت آخری چند سال بوجہ کمزوری اور مختلف عوارض شدید علیل رہی۔ 1965ء میں خاکسار میڈیکل کالج کے چوتھے سال کا طالب علم تھا۔ ایک روز مَیں اپنے ایک دوست مکرم ظاہر اللہ بابر صاحب کے گھر کھانے پر مدعو تھا تو مَیں نے وہاں ریڈیو کے خبرنامہ میں یہ نہایت افسوسناک خبر سنی کہ امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ یہ اچانک خبر سن کر میں شدّتِ غم سے نڈھال ہوگیا اور اپنے دوست سے معذرت کرکے کھانا ادھورا چھوڑ کر فوراً گھر چلا گیا۔ وہاں بھی سب لوگ یہ خبر سن کر بہت زیادہ افسردہ اور غمگین تھے۔ پشاور اسٹیشن سے شام کے وقت چناب ایکسپریس ربوہ کے لیے روانہ ہوتی تھی۔ خاکسار بھی اپنے والد صاحب اور مقامی جماعت کے دوسرے احباب کے ساتھ ربوہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس سفر کے دوران سرگودھا اسٹیشن پر ایک دوست نے اخبار خریدا جس میں یہ خبر تھی کہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو امام جماعت منتخب کیا گیا ہے۔ اس پر ہماری جماعت کے ایک بزرگ (مجھے نام یاد نہیں) نے کہا کہ ہم نے اخبار کی خبر پر یقین نہیں کرنا اور ربوہ پہنچ کر خود تصدیق ہوجائے گی۔ ہماری ٹرین صبح کے وقت ربوہ پہنچی اور اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو خلیفۃ المسیح الثالث منتخب کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم سب بھی بیعت میں شامل ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے جنازے میں اور آخری دیدار کے لیے کثرت سے بیرونی جماعتوں کے لوگ پہنچ رہے تھے۔ حضورؓ کے جسدِ مبارک کو قصرِ خلافت میں رکھا گیا تھا۔ آخری دیدار کے لیے اپنی باری کے انتظار میں احباب کی لمبی قطاریں گول بازار تک چلی گئی تھیں اور ہر جگہ خدام احسن طریق پر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ حضورؓ کا جنازہ ایک چارپائی پر رکھا گیا تھا جس کے ساتھ بہت لمبے لمبے بانس لگائے گئے تھے۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو صرف مخصوص لوگوں کو جس میں خاندانِ حضرت مسیح موعود کے افراد، ناظران، وکلاء، اُمرائے جماعت اور قائدینِ اضلاع وغیرہ کو ہی کندھا دینے کا موقع مل رہا تھا۔ خاکسار گول بازار کے قریب کھڑا تھا جہاں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا اور سب ہی بہت افسردہ تھے۔ اُن دنوں خاکسار پشاور احمدیہ انٹر کالجیٹ کا صدر تھا۔ خاکسار نے موقع سے فائدہ اُٹھایا اور انٹر کالجیٹ کے صدر کے طور پر کندھا دینے کے لیے شامل ہوگیا۔ مجھے دائیں طرف سے کندھا دینے کا موقع ملا۔ میرے پیچھے محترم پیر انوار الدین صاحب مرحوم کندھا دے رہے تھے۔ جب کچھ دیر بعد خاکسار دوسرے احباب کو موقع دینے کے لیے الگ ہونے لگا تو محترم پیر صاحب نے مجھے آواز دے کر فرمایا کہ اپنی جگہ پر موجود رہو۔ یوں خاکسار کو بہشتی مقبرہ تک کندھا دینے کا اعزاز حاصل ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ نماز جنازہ بہشتی مقبرہ میں ادا کی گئی جہاں احاطہ کے اندر اور باہر لوگ ہی لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ہم سب کو خلافت کا وفادار حقیقی احمدی بنائے رکھے۔ آمین

ایک یادگار اور تاریخ ساز سفر



محمد اسلم خالد۔ کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے

سنا کرتے تھے کہ ہمیشہ اچھے دوست بنانے چاہئیں تا ان کی نیک صحبت کا اچھا اثر ہو اور بہتر رنگ میں تربیت کے مواقع ملتے رہیں۔ اس کی ایک زندہ مثال برادرم مکرم ملک محمد اکرم صاحب مرحوم (سابق مبلغ سلسلہ برطانیہ) تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ کی ابتدائی کلاسوں میں تھے کہ کسی طرح آپ سے میرا تعلق قائم ہو گیا۔ لیکن یہ یاد نہیں کہ کیسے ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے میری تربیت کے لیے خود ہی ایک مربی کا انتظام فرما دیا۔ یہ دوستی کا ناطہ صرف دوستی تک محدود نہ رہا بلکہ بعد ازاں اُس وقت رشتہ داری میں بدل گیا جب آپ کی شادی میری ماموں زاد بہن سے ہوئی۔ مکرم ملک صاحب طویل علالت کے بعد 25/اپریل 2019ء کو وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

آج جس سفر کا ذکر کرنا مقصود ہے یہ اسی دوستی کا شیریں پھل ہے کہ آج بھی اس کی یاد جسم و روح میں اتر جاتی ہے۔ نصف صدی سے بھی چند سال قبل کی بات ہے کہ مکرم ملک محمد اکرم صاحب کے رشتہ میں چچا مکرم کیپٹن شیر محمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے ہمراہ کسی سفر میں شریک تھے۔ دوران سفر مکرم کیپٹن صاحب نے حضرت میاں صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنے گاؤں چک 9 گورنجش پورہ میں مسجد کی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ وعدہ کریں کہ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر مسجد کا افتتاح کرنے کے لیے تشریف لائیں گے۔ حضرت میاں صاحب نے بھی وعدہ فرما لیا کہ جب مسجد کی تعمیر مکمل ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دیں، مَیں آ جاؤں گا۔ مسجد کی تعمیر میں کتنا عرصہ لگا ہوگا یہ کہنا مشکل ہے لیکن ایک روز حضرت میاں صاحب کو پوسٹ کارڈ موصول ہوا جس میں مکرم کیپٹن صاحب نے اپنا تعارف کروایا اور سفر میں کیے گئے وعدے کی یاددہانی کرواتے ہوئے حضرت میاں صاحب کو مسجد کے افتتاح کے لیے دعوت دی۔ اسی کارڈ میں یہ بھی لکھا تھا کہ میرا بھتیجا ملک محمد اکرم جامعہ کا فارغ التحصیل ہے، گاؤں تک پہنچنے کے لیے باقی راہنمائی وہ کر دے گا۔ حضرت میاں صاحب نے مکرم ملک محمد اکرم صاحب سے رابطہ کیا اور اپنا وعدہ پورا کرنے کا اظہار فرمایا۔ آپؒ نے وقت کا تعین کر لیا تو مکرم اکرم صاحب نے اپنی دوستی نبھاتے ہوئے اور مجھ پر احسان کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب سے مجھے بھی ساتھ لے جانے کی اجازت لے لی جو آپؒ نے ازراہِ شفقت مرحمت فرما دی۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔

ہم دونوں طے شدہ وقت کے مطابق صبح حضرت میاں صاحب کی کوٹھی واقع محلہ دارالصدر پہنچ گئے۔ آپ نے گاڑی کا تیل پانی چیک کیا۔ ان دنوں آپ کی گاڑی Ford Cortina فورڈ کورٹینا LH6037 ہوا کرتی تھی۔ کچھ دیر بعد ہم تینوں عازمِ سفر ہوئے۔

ہمارا پہلا پڑاؤ سرگودھا میں تھا۔ ان دنوں پاکستان میں 1970ء کے الیکشن کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹنگ کی تحریک کی باگ ڈور حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں دی ہوئی تھی۔ جب ہم سرگودھا پہنچے تو آپؒ ہم دونوں کو مکرم قریشی محمود الحسن صاحب کی دکان پر بٹھا کر خود الیکشن کے سلسلے میں ایک سٹوڈنٹ یونین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ ہم دونوں دکان پر بیٹھے بیٹھے اکتاہٹ کا شکار ہو رہے تھے کہ اچانک آپ کو واپس آتے دیکھا تو جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی لیکن ساتھ ہی دوسرے گروپ والے بھی وہاں آئے ہوئے تھے جو درخواست کر کے آپ کو اپنے ساتھ لے گئے اور ہم پھر قریشی صاحب کی دکان کے خدوخال پر تفصیلی نظر ڈالتے رہے جو میرے لیے خاص طور پر عجوبہ تھی۔ اس دکان کی خاص بات یہ تھی کہ ایک طرف تو ادویات بیچی جاتی تھیں اور دوسری جانب بندوقیں اور کارتوس کا کاروبار تھا۔ ان دونوں کا آپس میں کیا جوڑ تھا آج تک سمجھ نہیں آئی۔ ایک طویل انتظار کے بعد خدا خدا کر کے حضرت میاں صاحب کو واپس آتے دیکھا تو بہت خوشی ہوئی کہ اب آگے کا سفر شروع ہوگا۔

سرگودھا سے ملک وال میں چک 9 کا سفر شروع ہوا تو حضرت میاں صاحب کو یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ سرگودھا میں کافی وقت لگ گیا ہے اور آگے بھی احباب جماعت انتظار کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب کی ڈرائیونگ کے کمالات اس روز دیکھنے میں آئے۔ آپ نہ صرف گاڑی تیز چلانے کے ماہر تھے بلکہ پکی سڑک سے اتر کر کچے راستوں پر ڈرائیونگ کرنے میں بھی بہت مہارت رکھتے تھے۔ نہروں کے کنارے پٹریوں پر تیزی سے کار دوڑاتے رہے۔ آپ کو دیہات کے راستے گویا کہ ازبر تھے کہ یہ راستہ فلاں جگہ جا کر نکلے گا اور وہاں سے فلاں سڑک پر اتنا سفر کر کے پھر کچے راستہ پر اتر کر فلاں پکی سڑک پر چڑھنا ہوگا۔ ایسی بھول بھلیوں میں کوئی ماہر ہی چل سکتا ہے جو بار بار ان راہوں سے گزرا ہو۔

دورانِ سفر حضرت میاں صاحب مختلف موضوعات پر بات کرتے رہے۔

کبھی خاکسار آپ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتا تو کبھی مکرم اکرم صاحب کو یہ اعزاز ملتا رہا۔ گاہے بگاہے لطائف سے بھی نوازتے رہے۔

ایک نہر کی پٹڑی پر گاڑی رواں تھی کہ اچانک ایک گدھا ہماری کار کے آگے آگے بھاگنے لگا۔ اب ایک طرف نہر تھی اور دوسری جانب گھنی جھاڑیوں کی وجہ سے اُسے راستہ نہیں مل رہا تھا۔ کچھ دیر یہ شغل چلتا رہا۔ حضرت میاں صاحب نہ صرف خود محظوظ ہو رہے تھے بلکہ دنیا کے مختلف ملکوں میں ڈرائیونگ کے اصولوں پر ایک چٹکلہ بھی سنا دیا۔

کچے پکے راستوں سے ہوتے ہوئے آخر ہم اس علاقہ کے قریب پہنچ گئے جہاں پر مسجد کے افتتاح کی تقریب منعقد ہونا تھی۔ فصلوں کے درمیان سے ایک راستے پر گاڑی آہستہ آہستہ چلانا پڑی۔ ایک جگہ ہمیں ایک خادم سائیکل کے ساتھ دکھائی دیا جو ہماری راہنمائی کرنے کے لیے ہمارا منتظر تھا۔ اس نے اپنی سائیکل آگے لگا لی لیکن اس بے چارے کو بھی کافی دقّت کا سامنا تھا۔ آخر حضرت میاں صاحب نے اسے روکا، اس کی سائیکل اپنی کار کی boot میں ڈالی اور کار میں اُسے ساتھ بٹھا کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر گاڑی چلانے لگے۔

منزل مقصود پر پہنچے تو مکرم کیپٹن شیر محمد صاحب اور علاقہ کے احمدیوں نے حضرت میاں صاحب کا استقبال کیا۔ منڈی بہاؤالدین کی شاہ تاج شوگر مل سے بھی چند احمدی احباب تقریب کے لیے پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے مسجد قبا میں دو رکعات بطور نفل ادا کیں اور بعد ازاں ظہر وعصر نمازیں ادا کیں۔ کھانے کا انتظام بھی مسجد ہی میں تھا۔

کھانے کے بعد حضرت میاں صاحب نے دور ونز دیک سے آئے ہوئے احمدیوں نیز لوکل دیہاتی احباب کو مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے اگر کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لیں۔ احباب کی خاموشی دیکھ کر پنجابی میں گویا ہوئے کہ تواڈے دماغاں وچ کوئی سوال اے تے پچھ لو۔ لیکن خاموشی دیکھ کر آپ نے خود ہی سوال اٹھائے کہ تواہنوں اے خیال وی آندا ہوئے گا جِدا جواب اے بن دا اے (یعنی تمہیں یہ خیال بھی آتا ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے۔) اس طرح زیادہ تر پنجابی میں مجلسِ عرفان کرتے رہے۔ خود ہی سوال بناتے اور خود ہی جواب دیتے رہے۔ کسی ایک نے کہا کہ مسجد کا افتتاح بھی کر دیں جس پر آپ نے فرمایا کہ کر تو دیا ہے میں نے آتے ہی نفل پڑھے ہیں اور نمازوں سے افتتاح ہو گیا ہے۔

لوگ آپ کی موجودگی سے بہت مستفیض ہوئے۔ بعد ازاں واپسی کی تیاری شروع کی تو احباب نے ہومیو پیتھی نسخہ جات کی درخواستیں کرنا شروع کر دیں اور کافی دیر تک احباب اپنی مشکلات بتاتے رہے۔ ایک شخص ایسا بھی تھا جو بول نہیں سکتا تھا۔ اس نے لکھ لکھ کر اپنی بیماری بتائی جس پر حضرت میاں صاحب بھی لکھ کر جواب دیتے رہے۔

واپسی کے لیے منڈی بہاؤالدین کا راستہ اختیار کیا گیا تا کہ شاہ تاج شوگر مل سے آئے ہوئے احمدی احباب کو لفٹ دے سکیں۔ کار میں عموماً پانچ لوگ بیٹھ سکتے ہیں لیکن آپ کی فراخ دلی نے چھوٹی سی کار میں ساتھ آٹھ لوگوں کو ہم سفر بنا لیا۔ ملک عطاء الرحمٰن صاحب خاصے لمبے انسان تھے ان کو کافی دقّت سے خود کو سمیٹنا پڑا۔ حضرت میاں صاحب اس طرح کی مہم جوئی پر بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔

دوران سفر جماعتی معاملات پر گفتگو ہوتی رہی خاص طور پر ان دنوں شاہ تاج شوگر مل میں مزدوروں نے ہڑتال کا ارادہ کیا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر ہڑتال روک دی گئی تھی۔ اس پر غیر از جماعت کی حیرت کا بھی ذکر ہوا کہ کس طرح ایک آواز پر تمام مزدوروں نے کام پر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دیگر باتوں کے علاوہ یہ ایک بات خاص طور پر یاد آ رہی ہے کہ ایک مقام پر ہمارے سامنے غروب آفتاب کا منظر تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت میاں صاحب نے ہمیں کہا کہ دعا کریں کہ پیپلز پارٹی الیکشن جیت جائے۔ آپ کی اس تحریک میں جہاں آپ کی ظاہری کوششوں کا عمل دخل دکھائی دیتا ہے جو اوپر بیان کی گئی ہیں کہ خلیفۂ وقت کے سپرد کیے ہوئے کاموں کو تندہی اور انہاک سے سرانجام دیتے تھے وہاں یہ اس بات کی بھی ہلکی سی جھلک ہے کہ آپ کا دعاؤں کے ساتھ کتنا مضبوط تعلق تھا اور اپنی کوشش کرنے کے بعد مکمل توکّل اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر تھا۔

رات گئے جب ہم ربوہ کی حدود کی طرف بڑھ رہے تھے تو اچانک احمد نگر کے قریب کوئی چیز کار سے ٹکرا گئی۔ آپ نے پوچھا کہ آپ میں سے کسی کے پاس چاقو ہے؟ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ خود ہی فرمایا کہ اب تک تو خرگوش مر گیا ہوگا۔

اس وقت ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آنے والے وقت میں ہونے والے خلیفۂ وقت کی معیت میں ہم کس قدر بابرکت سفر پر روانہ تھے۔ آپ کی مصروف زندگی کا ایک دن ہمارے سامنے کھل کر آیا تھا جبکہ آپ کا ہر دن ہی اسی طرح کی مجاہدانہ زندگی سے مزیّن ہوگا۔ آپ اپنے کیے ہوئے وعدوں کی پاسداری کا خیال کرنے والے تھے، بے تکلف اندازِ گفتگو جسے سنتے جانے کو دل کرتا تھا، قائدانہ صلاحیت کے حامل تھے۔ ایک سفر میں کئی کاموں کی انجام دہی اور ہر چھوٹے بڑے کے مسائل سن کر ان کی دادرسی کرنے والے، پھر اپنے ہم سفروں کے ساتھ خوش گوار ماحول بنائے رکھنے کی انمول خصوصیات کو سمیٹے ہوئے ساتھی تھے۔ ایسے ہی اوصاف کا حامل شخص کسی قوم کا لیڈر بننے کا حق دار ہو سکتا ہے۔ ایسی ہی اَور بہت سی خوبیوں سے پُرشخص کی تربیت اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی کر رہی تھی۔ یہ ہماری خوش بختی تھی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی قربت میں ایک سفر کرنے کی سعادت نصیب میں آئی۔

اللہ کرے کہ جس طرح اس نے غیب سے ہمارے لیے بن مانگے حضورؒ کے قرب کا سامان خلافت سے قبل اور بعد از خلافت بھی مہیا فرما دیا اسی عنایت کے تابع یہ تمنّا ہے کہ اگلے جہان میں بھی آپ اور آپ کے پیاروں کے قرب سے ہمیں نواز دے (آمین)... کہ ۔

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے



حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفرؒ کی چند حسین یادیں

ڈاکٹر مبارز احمد ربانی

سپین کے مبلغ احمدیت حضرت مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب وہ بزرگ شخصیت تھے جن کو سرزمین سپین میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے ساتھ ایسی عظیم الشان خدمات بجا لانے کی توفیق ملی جن کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر پائے گی۔ خاکسار کے والد محترم ملک عابد ربانی صاحب کو بھی کچھ عرصہ سپین میں حضرت مولانا صاحب کے ساتھ رہنے اور کام کرنے کا موقع ملا۔ حضرت مولانا صاحب نے محترم والد صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ نہ صرف آپ کا بلکہ آپ کی فیملی کا بھی والد صاحب کے ساتھ بہت پیار اور شفقت کا سلوک رہا۔ خاکسار بچپن سے ہی والد صاحب سے حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کا ذکرِ خیر سنتا رہا اور ہمیشہ آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور سرزمین سپین میں اسلام کے نفوذ کے لیے کی جانے والی اَن تھک کوششوں سے متأثر رہا۔ والد صاحب کے علاوہ خاکسار کا بھی حضرت مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ رقیہ بشریٰ صاحبہ (جن کو خاکسار بڑی امی کہتا تھا) کے ساتھ پیار اور عقیدت کا تعلق رہا۔

ذیل میں حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کی بزرگ شخصیت کے چند ایسے قابل ذکر پہلو ہدیۂ قارئین ہیں جو محترم والد صاحب کی زبانی مجھ تک پہنچے ہیں اور اُن کی زبانی ہی یہاں تحریر کیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے بیان فرمایا:

شخصیت

خاکسار جب اٹلی سے میڈرڈ سپین پہنچا تو ملاقات کے لیے محترم کرم الٰہی ظفر صاحب کے گھر حاضر خدمت ہوا۔ دروازے پر ایک انتہائی سادہ، منکسر المزاج شخصیت کے مالک حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کو پایا۔ آپ انتہائی محبت کے ساتھ مجھے گھر کے اندر لے گئے اور محترم عبدالستار خان صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کو فون کر کے فرمایا: ایک احمدی بھائی آئے ہیں۔ آپ تشریف لے آئیں۔

حضرت مولوی صاحب کی سب سے نمایاں خوبی جس نے مجھے بے حد متأثر کیا وہ یہ تھی کہ آپ کی آنکھوں میں دنیا کی بے ثباتی بڑی آسانی سے پڑھی جا سکتی تھی اور بعض اوقات آنکھوں میں آنسو بھی تیرتے نظر آتے تھے۔ آپ کو دنیا سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ہر وقت ایک ہی دھن سوار تھی کہ سپین میں مسلمان پھر سے غالب آجائیں۔ طبیعت میں بے حد سادگی تھی جو کہ بہت متاثر کن تھی۔ آپ کی آواز آپ کے بارعب چہرے کی طرح بھاری اور غیر معمولی اثر رکھنے والی تھی۔ آپ کا رنگ سانولا، قد خوبصورت اور قدم نپے تلے ہوتے تھے۔ خاکسار نے جب آپ کو دیکھا تو اس وقت جسم بھاری ہو چکا تھا اور دل کے بھی مریض تھے لیکن کبھی محسوس نہیں ہونے دیا۔ آپ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہی مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ شخص اس دنیا کا رہنے والا نہیں ہے۔ کبھی میرے سامنے دنیاداری کی بات نہیں کی۔ چنانچہ میڈرڈ شہر میں قیام کے دنوں میں جس فلیٹ میں آپ مقیم تھے، اُس کا مالک آپ کو کہا کرتا تھا کہ کرایہ میں اضافہ کر دو میں کچھ عرصہ بعد یہاں سے چلا جاؤں گا تو فلیٹ آپ کو دے جاؤں گا۔ مگر چونکہ آپ کو دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لیے آپ نے انکار کر دیا۔

آپ میں تکلّف نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ مجھ پر بے حد اعتماد کرتے اور تقریباً ہر بات شیئر کرتے تھے۔ آپ نہایت ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ میڈرڈ میں جہاں سے بھی گزرتے ہر طرف سے لوگ آپ کو سلام کرتے۔ آپ کا خدا تعالیٰ پر غیر معمولی توکّل تھا۔ خلیفۂ وقت اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بے حساب محبت اور احترام کا تعلق رکھتے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار جب خاکسار مشن ہاؤس پہنچا تو دیکھا کہ آپ بہت افسردہ تھے۔ چہرے پر شدید غم کے آثار تھے۔ چند منٹ بعد خود ہی فرمایا: ملک صاحب! حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان میں وفات ہو گئی ہے۔

جب آپ گھر سے باہر نکلتے تو قدرے اونچی آواز سے یہ دعا پڑھا کرتے جو کہ سننے والوں کو صاف سنائی دیتی تھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

دعوت الی اللہ

آپ نے ایک بار خواب دیکھا کہ آپ ایک پیپے کو بجا بجا کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگئے ہیں۔ (ٹین کے بڑے ڈبے کو پیپا یا کنستر بھی کہتے ہیں جسے دیہات میں اعلان کرنے سے پہلے لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے بجایا جاتا ہے۔)

خدمت دین کے سلسلے میں ہی ایک اَور خواب آپ نے یوں بیان فرمائی کہ وہ سارے مبلغین جو آپ کے ساتھ ہی تبلیغ کے لیے یورپ بھجوائے گئے تھے سب ایک قطار میں کھڑے ہیں۔ اُن سب کے پاس کاریں ہیں لیکن آپ کے پاس ایک سائیکل ہے۔ جب دوڑ شروع ہوئی تو آپ آگے نکل گئے اور کاروں والے پیچھے رہ گئے اور سب لوگ واہ واہ کرنے لگے۔ میدانِ عمل میں آپ کی تبلیغی کوششوں کے نتائج آپ کی ان خوابوں کی صداقت پر گواہ ہیں۔

تبلیغ کرنے کے جرم میں میڈرڈ میں پولیس بارہا آپ کو پکڑ کر لے جاتی مگر

آپ پھر بھی یہ فریضہ انجام دینے سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ آخر تنگ آ کر پولیس نے آپ کو پکڑ نا چھوڑ دیا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ پولیس کا ایک بڑا افسر کسی دوسری جگہ سے تبدیل ہو کر میڈرڈ آیا۔ اُسے آپ کے بارے میں پتہ چلا تو آپ کو پکڑ کرلانے کو کہا۔ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ کوئی فائدہ نہیں۔ مگر اس کے اصرار پر پولیس آپ کو پکڑ کر لے گئی اور جیل میں بند کر دیا۔ آپ نے مجھے بتایا کہ مَیں نے جیل میں ہی تبلیغ شروع کر دی۔ شور سن کر بڑا افسر خود وہاں پہنچ گیا۔ اُس کے ساتھی بھی وہاں اکٹھے ہو گئے۔ افسر نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسی لیے تو ہم کہتے تھے کہ اس کو مت پکڑو۔ تنگ آ کر اس نے آپ کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

ایک بار خاکسار میڈرڈ میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو ایک جگہ ٹھہر کر فرمانے لگے: ملک صاحب! یہاں میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ مَیں ایک سپینش کو تبلیغ کر رہا تھا۔ صبح کا پہلا پہر تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہاں سے ایک وکیل کا گزر ہوا۔ اس نے مجھے تبلیغ کرتے سن لیا۔ مجھے کہنے لگا کہ جھوٹے مذہب کی تبلیغ قانوناً منع ہے۔ پھر مجھے اپنے ساتھ لے کر وہ نزدیکی پولیس سٹیشن چلا گیا اور وہاں پہنچ کر اس نے سارا ماجرا بیان کیا اور مجھے حوالات میں بند کرنے کو کہا۔ پولیس والے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اسے ٹالتے رہے۔ یہ دیکھ کر وکیل غصے میں کہنے لگا کہ مَیں اس کو عدالت میں لے کر جاؤں گا۔ آخر وہ مجھے ساتھ لے کر عدالت میں پہنچا۔ عدالت میں داخل ہوتے ہی ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں: کیتال سنور ظفر؟ کیتال سنور ظفر؟ (کیا حال ہے ظفر صاحب؟)۔ مَیں ہر دفعہ اس وکیل کی طرف اشارہ کر دیتا۔ وکیل بہت جھنجلایا۔ آخر بہت دیر ہو گئی اور عدالت کا وقت ختم ہونے کو ہو گیا تو مَیں نے وکیل سے کہا کہ دیکھو اگر مجھے یہاں دیر ہو گئی تو میری بیوی تو یہ سوچ کر بے فکر ہو کر آرام سے سو جائے گی کہ آج پھر مَیں جیل میں ہوں گا مگر تم سوچو کہ تمہارا کیا بنے گا۔ وہ بے چارا پہلے ہی تنگ پڑا ہوا تھا۔ یہ سنتے ہی فوراً مجھے چھوڑ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد آپ کھل کر مسکرا دیے۔ اس وقت مجھے آپ کی مسکراہٹ بہت ہی پیاری لگی۔

ایک بار تبلیغ کے سلسلے میں آپ ایک مشنری سکول میں گئے۔ خاکسار کو بھی آپ کے ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ طلبہ کے ساتھ سوال و جواب کا پروگرام تھا۔ کلاس میں تقریباً 20 سے 30 لڑکیاں تھیں۔ سکول کے پادری صاحب کلاس میں پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ اسلام پر سوالات و اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک لڑکی نے اٹھ کر سوال کیا کہ اسلام میں مردوں کو 4 عورتوں سے شادی کی اجازت ہے جب کہ عورتوں کو نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئی مگر پھر کھڑے ہو کر وہی سوال دوبارہ دہرایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پادری صاحب سمجھ گئے اور انہوں نے بھی اُسے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ ان کے کہنے پر بھی وہ باز نہ آئی تو پھر آپ نے فرمایا: اچھا تو سنو! ایک شوہر آ جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد دوسرا اور پھر تیسرا اور پھر!۔ آپ کا جواب سن کر وہ خاموش ہو گئی اور یکدم بیٹھ گئی۔ اس طرح آپ نے بہت احسن رنگ میں اسے بات سمجھا دی۔

میڈرڈ میں ایک بار تبلیغی سٹال لگا ہوا تھا۔ خاکسار بھی آپ کے ساتھ تھا۔ سٹال پر لوگ بھی موجود تھے۔ یکدم زوردار بارش شروع ہو گئی۔ میں گھبرا کر وہاں سے ہٹ گیا۔ ایک آدھ منٹ بعد دیکھا تو آپ سٹال پر ہی موجود تھے اور بارش سے بے نیاز ہو کر تبلیغ میں مصروف تھے جس پر خاکسار بے حد شرمندہ ہوا اور واپس آپ کے پاس پہنچ گیا۔ ایک بار آپ نے پوپ کو بھی تبلیغی خط لکھا تھا۔

آپ کا حلقۂ تبلیغ بہت وسیع تھا۔ سپین کے جنرل فرانکو اور اُن کے تمام وزراء کو بھی آپ نے تبلیغ کی ہوئی تھی۔ ایک بار جنرل فرانکو اپنی بیوی کے ہمراہ آپ کے سٹال پر بھی تشریف لائے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے دیگر سرکاری حکام اور یونیورسٹی کے پروفیسروں کو بھی توحید کا پیغام بھرپور انداز میں پہنچایا۔

کہیں آتے جاتے آپ بارہا چلتے ہوئے رک جاتے اور کسی نہ کسی کو مخاطب کر لیتے تھے۔ بعض اوقات بات کرتے ہوئے لوگوں پر خوشبو کا سپرے کر دیتے اور مسکراتے رہتے۔ ایسا کرنے سے ایک دوستانہ ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔ تو پھر لٹریچر ہاتھ میں لیے ہوئے آپ فرماتے: جنابِ عالی! امن کا پیغام۔

ایک بار آپ نے بتایا کہ میڈرڈ میں ہم صرف مخصوص لیٹر بکس میں ہی لٹریچر پوسٹ ڈال سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بار اتنا لٹریچر لوگوں کو پوسٹ کیا گیا تھا کہ کئی لیٹر بکس بھر گئے تھے اور لوگوں کو مشکل پیش آنے لگی تھی۔ اس لیے بعد میں لوکل حکومت نے صرف مخصوص لیٹر بکس میں ہی پوسٹ ڈالنے کی اجازت دی ہے۔ بلاشبہ آپ عزم اور استقلال کے پیکر تھے۔ ایک بار مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: ملک صاحب! جس ملک میں ایک احمدی ہو وہ ملک فتح ہو جاتا ہے۔ آپ کی بات سن کر میں حیران رہ گیا۔

1982ء میں جب آپ جرمنی کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تو مسجد نور فرینکفرٹ کے باہر موجود احباب کی خواہش تھی کہ وہ آپ کے ساتھ تصویر بنوائیں۔ میں ایک طرف کھڑا تھا مجھ پر آپ کی نظر پڑی تو فرمایا: آپ ادھر آ جائیں، ایک یادگار فوٹو ادھر بھی ہو جائے۔ آپ نے وہاں کھڑے کھڑے خاکسار کو مسجد بشارت پیدرو آباد کا ایک پوسٹ کارڈ بھی عنایت فرمایا۔

جرمنی میں کسی دوست نے آپ کو دعوت پر مدعو کیا تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ دعوت کے بعد ایک بہت خوبصورت باغ میں احباب آپ کو لے کر گئے تو وہاں بھی آپ نے تبلیغ شروع کر دی اور بہت سے لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے۔ دراصل آپ کی سیر و تفریح بھی دعوت الی اللہ ہی تھی۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران ایک بار مَیں نے دیکھا کہ محترم نواب منصور احمد خان صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی نے آپ کا سامان اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے ایک بار مجھے فرمایا کہ میں نواب صاحب کی اس وجہ سے زیادہ عزت و احترام کرتا ہوں کہ آپ نے نواب خاندان سے ہوتے ہوئے بھی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

کسی کی طرف سے ایک بار کسی دوست کی کوئی کمزوری آپ کے علم میں لائی گئی۔ آپ چند منٹ خاموش رہے۔ دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہ رہے تھے۔ پھر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ملک صاحب! اس شخص کو بتا دیں کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ مَیں برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی چھوٹی سی بات بھی خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنے اور اسلام کے غلبے کا ایک دن بھی آگے

چلا جائے۔ میری ساری زندگی اسی خواہش میں بسر ہو گئی ہے۔

شفقت و محبت

آپ دل کے بہت حلیم تھے۔ ایک شفیق باپ کی طرح تھے جس کی شفقت اور محبت سب کے لیے برابر تھی۔ سپین میں آنے والے تمام احمدیوں کو کام کرنے کے اجازت نامے آپ کی کوششوں سے ملے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے آپ کی خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ احمدی باہر سے سپین آئیں۔ سب احمدی اتوار کو میڈرڈ میں سٹال لگاتے تھے۔ آپ نے میرا بھی وہاں سٹال لگوا دیا۔ آپ ازراہ شفقت سٹال کے لیے سب چیزیں خود مہیا کرتے جن میں خدا تعالیٰ ایسی برکت ڈالتا کہ مجھے خود بھی یقین نہ آتا۔ پانچ چھ گھنٹوں میں تمام سامان فروخت ہو جاتا تھا جبکہ مَیں سٹال پر صرف تبلیغ کرتا تھا۔ آپ نے ایک بار اپنے بیٹے عزیزم فضل الٰہی قمر صاحب کو فرمایا کہ اگر کوئی چیز ٹوٹی ہوئی بھی ہو تو وہ بھی ملک صاحب کی میز پر رکھ آؤ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود ہی بک جائے گی۔ جو منافع ہوتا میں آدھا آپ کی خدمت میں بے حد احترام سے پیش کر دیتا۔

خاکسار کی بطور آنریری مبلغ تقرری

1979ء کے گرمیوں کے دن تھے۔ ایک دن خاکسار مشن ہاؤس پہنچا تو آپ نے مجھے مبارکباد دی اور فرمایا: ملک صاحب مبارک ہو! حضور اقدس (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے آپ کو سپین میں آنریری مبلغ نامزد فرمایا ہے۔

خاکسار کے بارے میں لوگ آپ سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا نیا مبلغ آیا ہے؟ اس کا اظہار آپ میرے ساتھ بہت خوشی سے کیا کرتے تھے۔

خاکسار سمجھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ان دعاؤں کا نتیجہ بھی تھا جو حضورؒ نے پاکستان سے روانہ ہوتے وقت خاکسار کو دی تھیں۔ الحمد للہ

رزق کی فراوانی

خاکسار نے ایک بار رؤیا دیکھی کہ مَیں بہت رو رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لاتے ہیں اور مجھے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر سینے سے لگا لیتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کا ایسا فضل آیا کہ جلد ہی میڈرڈ کی سب سے بڑی شاہراہ سٹال لگانے کے لیے کھول دی گئی۔ لمبی لمبی قطاریں سٹالز کی لگی ہوتی تھیں جو مہینوں تک رہیں۔ اس سے بہت مالی فائدہ ہوا۔ میری اس رؤیا کا ذکر حضرت مولوی صاحب نے اپنے جمعے کے خطبے میں بھی کیا۔

ایک بار آپ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ سٹال پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ورد کیا کریں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ساری زندگی اس طریق سے بہت مالی فائدہ ہوا۔

تقویٰ کی باریک راہیں

آپ تقویٰ کی تمام باریک راہوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک بار مجھے فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت مالی فضل ہے۔ آپ لوگوں کے ساتھ اس کا ذکر کرنے سے احتیاط کیا کریں کیونکہ اس سے بعض اوقات حسد پیدا ہو سکتا ہے اور کوئی کمزور انسان گناہگار بھی ہو سکتا ہے۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو سب کے اخلاق کا کتنا خیال تھا۔

آپ حسن ظنی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ کبھی کسی سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اگر ضرورت ہوتی تو بڑی نرمی سے نیکی کی تلقین کر دیتے تھے۔ آپ کے سامنے جب کسی کے بارے میں کوئی بات کی جاتی تو فرماتے کہ پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیں۔ یعنی آپ بات سن کر فوراً یقین نہیں کر لیتے تھے۔

آپ خاکسار پر بے حد اعتماد اور حسن ظن رکھتے تھے۔ کبھی غیر نہیں سمجھا۔ ایک بار کسی نے میرے بارے میں آپ سے کچھ کہا تو فرمایا: توبہ کریں ملک صاحب کے بارے میں ایسی بات نہ کریں۔ اب بھی جب میں یہ بات سوچتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے سر جھک جاتا ہے۔

تربیتی نقطۂ نگاہ سے آپ نے خاکسار کو بُل فائٹنگ دیکھنے اور کینیری جزائر میں جا کر سٹال لگانے سے منع فرمایا ہوا تھا۔

درود شریف کی برکات

ایک بار مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ملک صاحب! آپ کو درود شریف پڑھنے کی بہت عادت ہے۔ آپ جب باہر جاتے ہیں تو سڑکوں پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے روشنی پھیلنی شروع ہو جاتی ہے اور اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔

ایک بار آپ جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ میرے ایک عزیز نے میرے ساتھ ذکر کیا کہ جلسہ گاہ کی مردانہ مارکی میں بہت شور تھا۔ سٹیج سے بار بار خاموشی اختیار کرنے کے اعلان کے باوجود شور کم نہ ہوتا تھا۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے اور سٹیج پر آ کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں حیران رہ گیا۔ یکدم خاموشی چھا گئی۔

اسی جلسہ کی ایک یادگار بات یہ تھی کہ آپ نے خاکسار کے ساتھ وہاں سے ہی فون پر بات کی اور بڑی محبت سے پنجابی زبان میں فرمایا: میں تے تینوں پتر بنایا ہویا اے (میں نے تو تمہیں بیٹا بنایا ہوا ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی غیر معمولی شفقت

ایک بار آپ نے خاکسار کو بتایا کہ جب بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس 1978ء میں لندن میں منعقد ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کرسی پر تشریف فرما ہو کر فرمایا: کرم الٰہی ظفر! میرے بائیں ہاتھ آ کر بیٹھ جائیں۔ پھر حضور اقدسؒ نے فرمایا: چودھری ظفر اللہ خان صاحب! میرے دائیں ہاتھ آ کر بیٹھ جائیں۔ آپ نے بیان فرمایا کہ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہ حضور اقدسؒ نے پہلے مجھے یاد فرمایا اور پھر حضرت چودھری صاحبؓ کو بلایا۔

خاکسار سے آپ کی محبت اور شفقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار آپ کے صاحبزادے عزیزم فضل الٰہی قمر صاحب جب جرمنی کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تو دوران گفتگو خاکسار کو بتایا کہ مسجد بشارت سپین کا سنگ بنیاد رکھنے کے وقت ابا جان نے آپ کے لیے بھی ایک اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ (لیکن خاکسار اس تاریخی موقع پر پہنچ نہ سکا تھا۔)

حضرت مولوی کرم الٰہی ظفر صاحب بلاشبہ ایسے بابرکت وجود تھے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا ذکر خیر ہماری نسلوں کے لیے اور خصوصاً داعیان الی اللہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



نومبائعین کی تربیت کے لئے قیمتی نصائح

(قسط چہارم)

میر انجم پرویز، قائد تربیت نومبائعین مجلس انصار اللہ یو کے

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

نومبائعین کو فوری طور پر چندوں میں داخل کرنا نہایت ضروری ہے

میرے نزدیک نومبائعین کو فوری طور پر چندوں میں داخل کرنا نہایت ضروری ہے۔ .... میں نے بڑے غور سے مطالعہ کر کے دیکھا ہے کہ جو بیعت کرنے والے شروع میں ایک دو سال بغیر قربانی کے رہ جائیں ساری عمر وہ درخت سوکھا ہی رہتا ہے اور جو شروع میں شروع کر دیں وہ پھر بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ .... جہاں جہاں سے بھی قومیں احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں ان کے نگرانی کرنے والوں میں سے ہر ایک کو میں تاکید کرتا ہوں کہ ان آنے والوں کو روزمرہ کچھ قربانی کی عادت ڈالیں اور جن کو عادت پڑ جائے گی ان کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھمایا جائے گا۔ خدا ایسے ہاتھ سے ان کو رزق دے گا جس میں آپ کے ہاتھ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ پھر ان کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہو جاتا ہے۔ (خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 850–853۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 نومبر 1994ء)

نومبائعین ایک پیسہ دیں تو وہ بھی قبول کرلیں

تحریک جدید کے تعلق میں میں یہ گزارش کروں گا کہ تحریک جدید کا جو کم سے کم معیار ہے ان نئے آنے والوں کی سہولت کے پیش نظر اور قرآن کی اصولی تعلیم کے پیش نظر اس معیار کو نظر انداز کر دیں۔ کوئی پیسہ دے تو پیسہ قبول کر لیں، آنہ دے تو آنہ قبول کر لیں، لیکن ان کو بتا دیں کہ تم ایک عظیم عالمگیر جہاد میں حصہ لے رہے ہو جس کے یہ پھل ہیں سب جو ہم آج کھا رہے ہیں۔ کثرت کے ساتھ دنیا میں جو جماعتیں قائم ہو رہی ہیں اور عظیم الشان ترقیات ہو رہی ہیں ان کے پیچھے آغاز میں کچھ خاموش قربانی کرنے والے تھے جنھوں نے تحریکِ جدید کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دیں، اپنی جانیں لٹا دیں، دن رات کے آرام کھو دیے۔

(خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 853۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 نومبر 1994ء)

نئے آنے والوں کی عموماً استطاعت کم ہوتی ہے اس لیے اُن کی تالیف کا حکم ہے

اب وقت ہے کہ نومبائعین جس تعداد سے بڑھ رہے ہیں اسی تعداد سے چندہ دہندگان بھی بڑھیں۔ پس ان کو مستقل چندے میں بھی سولہویں حصے کی نسبت سے نہیں بلکہ حسبِ توفیق اور یہ مضمون بھی مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ سے مجھے ملا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، جتنی استطاعت ہے تو نئے آنے والوں کی استطاعت کچھ کم ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بہت بڑھ جاتی ہے، ایسے بھی آئے ہیں جنھوں نے آتے ہی فوراً قربانیوں میں حصہ لیا ہے اور انھوں نے کہا کہ ہم برابر کا حصہ لیں گے، لیکن عموماً یہی دیکھا گیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں کہتا کہ تالیف کی خاطر ان پر خرچ بھی کرو۔ یعنی آغاز میں یہ حال ہوتا ہے بعض دفعہ آنے والوں کا کہ ان کی دلداری کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جلسوں پر بلاتے ہیں تو کرایہ دے کر بلاتے ہیں۔ پھر وہ وقت آتا ہے کہ وہ چندے لے کر اپنے جیب خرچ پر چندے دینے کے لیے آتے ہیں، مگر آغاز میں کچھ قربانی لازم ہے۔ اگر بغیر قربانی کے اسی حال پہ وہ ٹھنڈے ہو گئے تو پھر آپ کے لیے ان کو قربانی کے مزے دینا مشکل ہو جائے گا، ان کو پتا ہی نہیں ہوگا کہ قربانی کا مزہ ہے کیا۔ پس ان کو بھی وقفِ جدید میں شامل کریں۔

(خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 17۔ خطبہ جمعہ 6 جنوری 1995ء)

رمضان اور تربیت نومبائعین

لکھوکھہا کی تعداد میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں اور ہر قوم سے، ہر مذہب سے، ہر زبان بولنے والوں میں سے آ رہے ہیں تو ان کو آپ کیا سمجھائیں گے؟ کیسے کیسے ان کی طرف توجہات کا حق ادا کریں گے؟ ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ تھما دیں اور رمضان مبارک میں یہ کام ہر دوسرے دور سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ان کو روزے رکھنے کی تلقین کریں، روزے رکھنے کے سلیقے سکھائیں، ان کو بتائیں کہ اس طرح دعائیں کرو اور اللہ دعاؤں کو سنتا ہے لیکن اس (خدا) سے عہد باندھو کہ تم اس کو چھوڑو گے نہیں۔ اصل مقصد مذہب کا خدا سے ملانا ہے۔ اگر کوئی مذہب باتیں سکھا جاتا ہے اور قیدوں میں مبتلا کر جاتا ہے مگر خدا کا قیدی نہیں بناتا تو ایسے مذہب کا کیا فائدہ۔ جتنے زیادہ بندھن ہوں اتنا ہی وہ مذہب مصیبت بن جاتا ہے لیکن اگر وہ بندھن خدا کی محبت کے بندھن ہوں تو پھر وہ مصیبت نہیں وہ رحمت ہی رحمت ہے۔ وہ عشق کے بندھن ہونے چاہئیں۔ پس ہر وہ شریعت جس پر عمل ظاہری ہو وہ ایسی غلامی کے بندھن ہیں جن کے ساتھ اللہ کی محبت کا تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگ ظواہر پرست ہو جاتے ہیں، ظاہری چیزوں کے غلام ہو جاتے ہیں ان کی شریعت ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ کورے کے کورے سخت دل کے سخت دل، انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے عاری اس دنیا سے گزر جاتے ہیں، کچھ بھی فائدہ ان کو نہیں ہوتا۔ لیکن وہ بندھن اگر خدا کی محبت کے بندھن میں تبدیل ہوں اور اس وجہ سے

ہوں (کہ) اللہ کی خاطر ایک انسان اپنے آپ کو پابند کر رہا ہے اور اس کی محبت کی خاطر کر رہا ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ پھر وہ عبد بنتا ہے، پھر وہ غلام ہوتا ہے ورنہ روزمرہ کی ٹکسالی کے طور پر کام کرنے والے کہاں غلام ہوتے ہیں۔

پس اس معنے میں ان کی تربیت کریں، ان کو سمجھائیں اور پھر چھوٹے موٹے روزمرہ کے رمضان کے آداب بھی تو بتائیں۔ روزے کیسے رکھے جاتے ہیں؟ کیوں رکھے جاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے اس سلسلے میں جو نصیحتیں فرمائیں ان سے کچھ ان کو آگاہ کریں تو رفتہ رفتہ ان کی تربیت ہوگی اور اگر ان کو یہ تجربہ رمضان میں ہو گیا کہ ان کو لیلۃ القدر نصیب ہوگئی، یعنی وہ رات آئی ہے جو رات کہلاتی ہے مگر سب سے زیادہ منور ہے اور سب سے زیادہ دائمی روشنیاں پیچھے چھوڑ جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہو سکتا ہے وہ آپ کو سنبھالنے والے بن جائیں۔ آپ کو ان کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں جب ان کی احمدیت میں ان میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے وہ ہر ابتلا سے اوپر نکل جاتے ہیں، کوئی ٹھوکر ان کے لیے ٹھوکر نہیں رہتی۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ دیکھو جی فلاں یوں کر رہا ہے۔ انھوں نے ہمیں احمدیت دی، اپنا یہ حال ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا ان سے بہتر نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی فکر کرتے ہیں، ان کی تربیت کرتے ہیں، ان کو سمجھاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی آج ہمیں ضرورت ہے دنیا کو سنبھالنے کے لیے۔ اگر ایسے ہی رہنے دیا گیا کہ ہر وقت آپ ہی نے ان کو سنبھالے رکھنا ہے تو آپ کی طاقت میں تو یہ سنبھالنا بھی نہیں انہوں نے پھر آگے دنیا کو کیا سنبھالنا ہے، اس لیے رمضان سے یہ فائدہ اٹھائیں۔

(خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 89–90۔ خطبہ جمعہ 3 فروری 1995ء)

ابتلاؤں میں صبر کرنے والے نومبائعین دوسروں کی ہدایت کا سبب بنتے ہیں

ہر نیا آنے والا جو اللہ کی آواز پر لبیک کہتا ہے وہ لازماً ایک ابتلا کے دور سے گزارا جاتا ہے اور خدا کی تقدیر یہی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ ابتلا بھی پھیلتے چلے جائیں اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں آنے والوں کو بعض دفعہ اپنے سامنے آگ دکھائی دے۔ اس آگ میں سے گزریں تو پھر وہ جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔..... نئے آنے والے جب تکلیفوں اور مصیبتوں میں سے گزریں تو لوگوں سے رحم نہ مانگا کریں بلکہ جس کو رب بنایا تھا، جس کی خاطر ایمان لائے اسی سے رحم طلب کیا کریں۔..... ایسے نئے بیعت کرنے والے کثرت سے دوسروں کی بیعت کرواتے ہیں اور اپنے سارے ماحول کو تبدیل کر دیا کرتے ہیں اور اس کی بھی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ شروع میں تکلیفیں اٹھائیں، ثابت قدم رہے مگر کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دن بدلنے شروع کیے۔

ابھی دو دن پہلے ایک خط اسی موضوع پر ملا جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک نوجوان نے جب بیعت کی ہے تو اس کو مارا کوٹا گیا، پہلے گھر میں بند رکھا، پھر جب وہ بالآخر رہائی پا کر باہر نکلا تو ہر قسم کی مصیبتیں اس نے برداشت کیں، مزدوریاں کیں لیکن اپنے پاؤں پر کھڑا رہا۔ بالآخر اس کی ماں کا دل پسیجا، اس نے واپس بلایا اور جب دیکھا کہ اس کی کایا پلٹی ہوئی ہے، یہ تو پانچ وقت کا نمازی بن گیا ہے، تہجد گزار ہے تو اس نے اپنے باقی بچوں کو بھی سمجھایا کہ تم کیا کر رہے ہو، کس کی دشمنی کر رہے ہو، یہ تو پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر سارے گھر کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

(خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 548۔ خطبہ جمعہ 28 جولائی 1995ء)

نومبائعین کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کام کے بوجھ ڈالیں

مجھے تو بس یہی ایک فکر لگا رہتا ہے کہ ان آنے والے مہمانوں کو سنبھالیں کیسے، کس طرح ان کی عزت افزائی بھی کریں اور ان کو اپنی ذمہ داریاں بھی سمجھائیں تا کہ یہ ہمارے ساتھ Dead weight کے طور پر نہ چلیں بلکہ بوجھ اٹھانے والے ساتھی بن جائیں کیونکہ جتنی آئندہ رفتار میں ترقی دکھائی دے رہی ہے اس رفتار کے ساتھ ہمیں بہت کارکنوں کی ضرورت ہے جو ان کو سنبھالیں، ان کو ساتھ لے کر چلیں اور نئے آنے والوں میں سے ہمیں لازماً وہ تیار کرنے ہوں گے۔ اس وجہ سے میں بہت دیر سے زور دے رہا ہوں کہ اگر آپ نئے آنے والوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کام کے بوجھ ڈالیں۔ میرا لمبا تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو پیدائشی احمدی بھی ہوں جب تک ان پر کام کے بوجھ نہ ڈالے جائیں وہ چمکتے نہیں۔ ان کی صلاحیتیں خوابیدہ رہتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے کنارے کے احمدی ہیں۔ ان سے بھلا کیا کام لیا جا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ عجیب فطرت رکھی ہے کہ مومن پر جب بوجھ ڈالا جاتا ہے تو اور ترقی کرتا ہے۔ (خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 702۔ خطبہ جمعہ 22 ستمبر 1995ء)

نومبائعین کے لیے اجتماعی منصوبہ بندی کی ضرورت

نو مبائعین کا اب سلسلہ ایسا بڑھ چکا ہے کہ ان کے لئے ہمیں وسیع تر انتظامات کرنے ہوں گے۔ اب انفرادی کوشش پر ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اگر اتفاقات پر ان کو چھوڑ دیں گے، انفرادی کوشش پر چھوڑ دیں گے تو ایک بھاری تعداد ان میں سے ایسی رہ جائے گی جن کو پوچھنے والا، دیکھنے والا کوئی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جو تالیفِ قلب کی ہدایت دیتا ہے، مؤلّفۃ القلوب بیان کرتا ہے ان لوگوں کو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ابتدائی دور میں اگر محبت پالیں تو ہمیشہ کے لیے آپ کے ہو جائیں گے۔ اگر ابتدائی دور میں ان سے سرد مہری کا سلوک ہو اور ان کا کوئی نہ ہو جو انھیں اپنا سکے اور سینے سے لگا سکے تو بعید نہیں ہوتا کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ سرک یا پیچھے ہٹ جائیں یا اپنی ایک بے عملی کی سی حالت میں ٹھنڈے پڑ جائیں اور جیسے لوہا گرم ہو تو اس وقت اسے شکلیں عطا کی جاتی ہیں اور ٹھنڈا ہو جائے تو وہ شکلیں قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس یہی دور ہے جبکہ آپ کی مہمان نوازی کا خلق ایک ایسے اجتماعی رنگ میں ان آنے والے مہمانوں کے دل جیتنے والا بنے جس کے ساتھ منصوبہ ضروری ہے۔ پس تمام جماعتوں کو اس پہلو سے منصوبہ بنانا چاہیے کہ کثرت سے آنے والے نئے احمدیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے جسے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان کے طور پر سر آنکھوں پر نہ لے اور جس کی خدمت ایک دلی جذبے سے نہ کرے۔ یہ کچھ دیر کی بات ہے۔ یہ مہمان وہ ہیں جو چند دنوں میں میزبان بننے والے ہیں۔ (خطباتِ طاہر جلد 15 صفحہ 678۔ خطبہ جمعہ 30 اگست 1996ء)

انفاق فی سبیل اللہ کی روح تعلق باللہ ہو

جماعتوں کو میں پھر دوبارہ یاد دہانی کرواتا ہوں کہ نومبائعین کو ضرور شامل

کریں خواہ معمولی رقم لے کر بھی ان کو شامل کریں۔ایک دفعہ جس کو خدا کی راہ میں محبت سے کچھ پیش کرنے کی توفیق مل جائے پھر وہ چسکا پڑ جاتا ہے پھر وہ زندگی بھر اس کا وہ چسکا اترتا نہیں ہے۔اس لئے بڑے بڑے بھاری بھاری چندے وصول نہ کریں۔شروع میں جتنی توفیق ہے اتنا وصول کریں تا کہ وہ جو محبت کا مضمون ہے وہ قائم رہے،چٹی کا مضمون نہ آجائے۔ایک دفعہ آپ نے نئے آنے والوں پر توفیق سے بڑھ کر بوجھ ڈال دیا اور اصرار کیا کہ تم سولھواں حصہ ضرور دو اور فلاں میں اتنا دو اور فلاں چندے میں اتنا دو تو بعید نہیں کہ وہ چونکہ کمزور ہیں ان کی کمریں ٹوٹ جائیں اور ایمان میں بڑھنے کی بجائے وہ پہلے مقام سے بھی نیچے گر جائیں،اس لیے حکمت کے تقاضے پورے کریں۔خدا نے جو انفاق فی سبیل اللہ کی روح بیان فرمائی ہے کہ وہ تعلق باللہ ہونی چاہیے اور انسان اپنے شوق سے محبت کے طور پر پیش کرے۔اس رو سے جتنا کوئی توفیق پاتا ہے اس توفیق کو مدنظر رکھ کر اس سے لیں۔لیکن کچھ نہ کچھ کی توفیق تو ہر ایک رکھتا ہے۔اگر ایک معمولی رقم بھی وہ دے دے،خوشی سے دے دے تو وہ بھی قبول کر لیں اور تعداد بڑھانے کی کوشش کریں۔(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 17 ۔خطبہ جمعہ 5 جنوری 1996)

نومبائعین ہی میں سے ان کے معلم تیار کریں

نئے آنے والے کثرت سے آ رہے ہیں اور ان کی تربیت کے تقاضے پھیلتے جا رہے ہیں۔....وہ احمدیت تو قبول کر چکے ہیں لیکن ان کے سامنے وہ احمدیت کا عملی نمونہ موجود نہیں ہے جو دراصل اب ان کو سنبھالنے کے لیے ضروری ہے۔سوال یہ ہے کہ قرآن کریم اس مسئلے کا کیا حل پیش فرماتا ہے؟اس مسئلے کا حل قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ تم ان تک پہنچتے رہو گے تو یہ کافی نہیں ہوگا۔اب ان کا فرض ہے یا تمہارا فرض ہے کہ یہ انتظام کرو کہ وہ تم تک پہنچیں اور انہی میں سے کچھ لوگ پیدا ہوں جو نیک اعمال کے نمونے دکھا سکیں اور پھر نیکی کی طرف بلا سکیں۔یہ وہ حیرت انگیز نظام ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے اور جہاں تک میرا مذہب کا مطالعہ ہے مجھے کہیں اور دکھائی نہیں دیا کہ باہر سے لوگ آئیں، وفود کی صورت میں آئیں تمہارے پاس ٹھہریں تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم کی طرف جا کر ان کے سامنے وہ پختہ باتیں دکھائیں جن کی تائید ان کے عمل کر رہے ہوں۔یہ وہ طریق ہے۔ایک یہ طریق ہے جو آج جماعت احمدیہ کے کام آسکتا ہے۔....چونکہ یہ بھی اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک کے مرکز میں تمام ایسے لوگوں یا قوموں کے نمائندوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جا سکے جنہوں نے واپس جا کر پھر قرآن کے بیان کے مطابق یا قرآن کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی اپنی قوم کی تربیت کرنی ہے۔اب ہم نے یہ حل نکالا ہے کہ ہر علاقے میں ایک مرکز بنایا جائے اور وہ احمدیت کا مرکز ہو جہاں ہمہ وقت تربیت کے دور چلتے چلے جائیں۔وہاں کچھ لوگ ایسے تربیت یافتہ بٹھا دیے جائیں جن کا کام ہی یہ ہو کہ لوگ باہر سے آئیں،ان کے پاس رہیں،پندرہ پندرہ دن،بیس بیس دن کے لیے۔مہینہ دو مہینہ ٹھہر سکتے ہیں تو اور بھی بہتر ہے۔ان کی رہائش کا انتظام ہو،ان کے کھانے کا انتظام ہو اور وہ تربیت حاصل کر کے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹیں۔
(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 450—452۔خطبہ جمعہ 7 جون 1996ء)

تربیتی مراکز کا انتظام ہو

بہت بڑی بڑی جماعتیں ہیں جن سے ابھی تک ہمارا ڈش انٹینا سے رابطہ نہیں ہو سکا...ان سب جگہوں میں ایک تو میں نے یہ ہدایت کی کہ ڈش انٹیناز لگائے جائیں کثرت کے ساتھ اور مرکزی انتظام کے تابع روزانہ اس علاقے کے باشندے ایک جگہ اکٹھے ہو سکیں۔دوسرا یہ کہ وہاں ان کے لیے بڑی مساجد بننی چاہییں۔ایسے مراکز بننے چاہییں جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور انھی میں سے مبلغین بنائے جائیں اور پھر ان کو انھی علاقوں میں مستقل جگہوں پر مقرر کر دیا جائے۔
(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 997۔خطبہ جمعہ 27 دسمبر 1996ء)

نومبائعین کا خدا کی ذات میں سفر

اللہ کی ذات کا سفر اگر کوئی شخص شروع کر دے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی اور نظام کی اس کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔۔۔اگر نومبائع خدا کی ذات میں سفر کے ارادے سے قدم اٹھائے اور داخل ہو کر اس سفر کے حالات پر نظر رکھے اور دیکھے کہ وہ کس حد تک خدا کا قرب اختیار کر رہا ہے تو پھر ایسے شخص کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔بسا اوقات ایسے شخص دوسروں کو سنبھالتے ہیں۔میں نے کئی نومبائعین دیکھے ہیں جو جماعت کی کاہلی اور سستی کی وجہ سے ٹھوکر نہیں کھاتے بلکہ جماعت کو ٹھوکروں سے بچانے والے بن جاتے ہیں۔وہ آگے بڑھتے ہیں،ان کو کہتے ہیں دیکھو! ہم نے تو پالیا،تم نے پا کے کیوں کھویا ہوا ہے؟تم سمجھتے ہو کہ تم نے پالیا مگر تم بالکل بے حاصل انسان ہو۔دیکھو! ہم خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں آ کر کیسی ترقی کر رہے ہیں۔یعنی ان معنوں میں نہ بھی کہیں تو ان کا ذہن کمزوروں کو سنبھالنے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہ جو پہلے نومبائع تھے وہ مبائعین کی تربیت کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔
(خطبات طاہر جلد 16 صفحہ 629۔خطبہ جمعہ 22 اگست 1997ء)

نومبائعین کے لیے تربیتی کلاسز کی ضرورت

قرآن کریم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہوں گی تو اس وقت ان میں سے کچھ لوگ ضرور سفر کر کے مدینے پہنچیں اور وہاں تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں پھیل جائیں اور وہاں جا کر وہی تربیت کی باتیں آگے کریں۔اس قرآنی تعلیم میں بہت گہری حکمت ہے۔میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کس طرح اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا کا معلم بنا کر ساری دنیا کو رام کرنے کا طریقہ بھی ساتھ ہی سکھا دیا۔جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی ہی رہتا ہے۔جب ان میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد پیغام کی نمائندگی خود اپنی قوم میں کرنے لگتے ہیں تو تب وہ پیغام بیرونی نہیں رہا کرتا۔(خطبات طاہر جلد 16 صفحہ 390۔خطبہ جمعہ 30 مئی 1997ء)

نومبائعین کی تالیف قلب

تالیفِ قلب کی شرط یہ ہے کہ نئے آنے والے لوگ اپنے دلوں کی تالیف کے لیے کچھ زیادہ احسان چاہتے ہیں۔وہ احسان کا سلوک کرو۔اور یہ احسان اگر سچا ہو اور حقیقی ہو،آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق ہو تو تھوڑی دیر کے بعد یہ احسان کے محتاج رہتے ہی نہیں۔یہ مؤلفۃ القلوب ایک دو سال کی باتیں ہیں۔
(خطبات طاہر جلد 16 صفحہ 395۔خطبہ جمعہ 30 مئی 1997ء)

(آئندہ شمارہ میں جاری ہے۔ان شاء اللہ)



مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی میں اوّل آنے والا مضمون

عباد صالحین

شہزادہ مبشر۔ گلاسکو ساؤتھ

عبادِصالحین کی ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ وہ دُنیا کی ہدایت کے لیے اپنے مامورین اور مرسلین کو نورِ ہدایت کے ساتھ منور کر کے مبعوث فرماتا ہے۔ یہ مامورین ومرسلین اللہ کے انتہائی محبوب بندے ہوتے ہیں جن پر خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ خدا کے یہ محبوب بندے اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ اور اپنی دُعاؤں کے ذریعہ عبادِصالحین کی ایک جماعت پیدا کردیتے ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور حقیقی عبد کہلاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عبادت یعنی اپنے پروردگار کی حمدوثنا اور اس پر فدا ہوجانے کی خواہش انسان کی فطرت کا ایک حصہ ہے اور اس کے ضمیر کی ایک آواز ہے اور اس کے ارتقا کی ایک سیڑھی ہے اسی راستہ سے وہ اپنے مقصد پیدائش تک پہنچتا ہے۔ عبادت کا بنیادی ماحصل وصال الٰہی ہے اور اسی سے اُسے خداشناسی کا ادراک ہوتا ہے۔ اس کی روحانیت ترقی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان حقیقی معنوں میں عبد یعنی خدانماوجود بن جاتا ہے جو روحانیت کا ایک اعلیٰ مقام ہے۔ عبادت سے انسان کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے خدا کا اس میں کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنۡ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفۡسِهٖ۔ جو بھی پاکیزگی اختیار کرے تو اپنے ہی نفس کی خاطر پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

عبادِصالحین کا فلسفہ

عبادِصالحین خداتعالیٰ کے وہ پاک، صالح، عابد، زاہد، نیک متقی، پرہیزگار اور خدانُما وجود ہوتے ہیں جن کی زندگی ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں اور نجاستوں سے پاک صاف ہوتی ہے۔ یہ پاک وجود اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کے عشق اور اطاعت و فرمابرداری میں فنا کے مقام پر فائز ہوتے ہیں جن کی تمام نفسانی خواہشات جل کر خاکستر ہوجاتی ہیں۔ جو صبغۃ اللہ کے حقیقی مصداق ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے عشق اور اُس کی محبت اور اُس کی صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کرلیتے ہیں اور اِس کے نتیجہ میں اِن کو نفسِ مطمئنہ کا اعلیٰ مقام حاصل ہوجاتا ہے۔ عبادِصالحین کا یہ مقام اور مرتبہ اور یہ درجہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ عبادِصالحین کی صحبت میں رہنے والوں کو بھی بے شمار انعامات اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔ ان نیک اور صالح ہستیوں کی صحبت کے نتیجہ میں ایک انسان خود بھی عبدِ صالح کے زمرہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایک عبدِ صالح اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارنا سعادت سمجھتا ہے جس کے نتیجہ میں ایسے انسان کی دُنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں۔

عبادِصالحین کے معنے

عبد کے معنے بندے کے ہیں۔ عباد اس کی جمع ہے۔ اور صالح کے معنے نیک، متقی، پرہیزگار، زاہد، عبادت گزار، بزرگ کے ہیں۔ صالحین اِس کی جمع ہے۔ اس لحاظ سے عبادِصالحین جو مرکب ہے اس کے اصطلاحی معنے یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک، برگزیدہ، عبادت گزار، متقی، پرہیزگار، زاہد اور بزرگ بندے۔

اسی طرح عبادِصالحین کی حقیقی تشریح مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمائی ہے: ”صالحین وہ ہوتے ہیں جن کے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہتا ہے جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اُس کی زبان کا مزہ بھی درست ہوتا ہے۔ پورے اعتدال کی حالت میں تندرست کہلاتا ہے کسی قسم کا فساد اندر نہیں رہتا۔ اِسی طرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔ اس کا کمال اپنے نفس میں نفی کے وقت ہے اور شہید، صدیق، نبی کا کمال ثبوتی ہے۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 342)

صالحین کی مزید تشریح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اُس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں اور کوئی کم زیادہ نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی خلط بھی بڑھ جائے تو جسم بیمار ہوجاتا ہے، اسی طرح پر ہر روح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے۔ اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں اَلصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ہے صلاح کی حالت میں انسان محض خدا کا ہوجاتا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حالت تھی۔ اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہوا مطمئنہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور یہاں ہی اس کا انشراح صدر ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 119 تا 120)

عبادِصالحین کا ذکر قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ○ (الانبیاء: 106)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھ رکھا تھا کہ لازماً موعود زمین کو میرے صالح بندے ہی ورثہ میں پائیں گے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں سے ایک انتہائی اعلیٰ مرتبے کا طبقہ صالحین کا ہے۔ صالحین کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اِن افراد کی زندگی اعمالِ صالحہ سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ بطور عادت خواہشاتِ نفس کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔

عبادِ صالحین کی بنیادی اور ابتدائی صفت قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ خواہشات نفسانی سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہیں۔ صالحین اپنی نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کر دیتے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ خواہشاتِ نفس کی پیروی گویا انہیں معبود قرار دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ (الفرقان:44) کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس تعلق سے فرماتے ہیں کہ

''خواہشاتِ نفسانی کی نفی سے اللہ تعالیٰ کا فعل تجھ پر جاری ہوگا اور افعالِ الٰہی کے نافذ ہوتے وقت تیرے اعضاء ساکن وغیر متحرک ہوں گے۔ قلب مطمئن ہوگا۔ سینہ فراخ وکشادہ ہوگا، چہرہ روشن و پُرنور ہوگا اور تعلق باللہ کی روحانی توانائی پاکر کائنات کی تمام چیزوں سے بے نیاز ہوجائے گا۔'' (فتوح الغیب صفحہ 15)

سو عبادِ صالحین خواہشاتِ نفس کی پیری سے مکمل اجتناب کرتے ہیں کیونکہ یہی خواہشات قتل، زنا، جھوٹی گواہی سمیت تمام گناہوں کی بنیاد ہیں۔ عبادِ صالحین کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ وہ ہر قدم اور ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہتے ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے عبادِ صالحین بندے تکبّر اور رعونت سے پاک ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو کمتر اور عاجز اور اللہ تعالیٰ کو برتر اور اعلیٰ سمجھتے ہوئے اُس سے دُعا و مناجات کا تعلق و رشتہ قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ (الفرقان:66)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اِس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام عبادِ صالحین کی ایک علامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اولیاء اللہ کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان میں تکلفات نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دِل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہیں ہوتا مگر اِس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو اُن میں بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں۔ ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے۔ اُن کی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلّف ہوگا یہاں تک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور اور کلام میں بھی ایک تکلف ہوتا ہے۔ ان کی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے۔ گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں برخلاف اس کے آنحضرت ؐ کی یہ شان ہے وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کے قول وفعل میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تھی۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 417)

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ عبادِ صالحین کی ایک صفت یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ وہ بلند اخلاق کے حامل ہوتے ہیں۔ اِن کی بعض اخلاقی اقدار کے متعلق قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور خدائے رحمان کے مقبول بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب اِن سے جاہل لوگ ناپسندیدہ بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہوئے ان سے الگ ہوجاتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا (الفرقان:73) یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو کذب اور باطل کاموں میں حاضر نہیں ہوتے اور جب بیہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو دامن بچاتے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے۔ اِس لیے آرام اِسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو، سدِّ باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے سے گزر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور اُن لوگوں کی راہ اختیار کرو جن کے لیے قرآن شریف نے فرمایا ہے: وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا۔ اگر یہ باتیں اختیار کرلو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے مخلص بن جاؤ گے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 131)

اس کے علاوہ قرآن کریم نے عبادِ صالحین کے اور بہت سے اوصاف کا ذکر کیا ہے سورۃ حٰم السجدہ آیت 31 میں عبادِ صالحین کی ایک صفت استقامت کا ذکر فرمایا۔ سورہ یونس آیت نمبر 63 تا 65 میں عبادِ صالحین کی دو بنیادی صفات ایمان اور تقویٰ کا ذکر فرمایا۔ یہ وہ اعلیٰ صفات ہیں جن کے حامل عبادِ صالحین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عبادِ صالحین بندے یہ صفات اپنے اندر پیدا کرکے جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں وہاں دوسری طرف اپنی صحبت صالحہ کے ذریعہ دوسروں کی ہدایت کا باعث بھی ہوتے ہیں۔

عبادِ صالحین کی علامات و اوصاف از روئے احادیث

کتبِ احادیث میں بھی بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ عبادِ صالحین کی علامات، اوصاف اور ان کی اہمیت اور برکات کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ جو اِن کے بعد آئیں گے۔ بہرحال آپؐ نے اِس کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بِن بلائے گواہی دیں گے، خیانت کے مرتکب ہوں گے، دینداری چھوڑ دیں گے، نذریں مان کر پوری نہیں کریں گے، عہد کے پابند نہ رہیں گے اور عیش و آرام کی وجہ سے موٹاپا ان پر چڑھ جائے گا۔ یا رہبانیت اور ترکِ فرائض کی طرف اِن کا رجحان بڑھ جائے گا اور آہستہ آہستہ تقاضائے حالات سے غافل ہوجائیں گے۔'' (مسلم کتاب الفضائل باب فضل الصحابة)

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا : میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی۔ اے محمدؐ! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ کتاب المناقب مناقب الصحابۃ)

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کام لینا۔ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص اُن سے محبت کرے گا تو وہ دراصل میری محبت کی وجہ سے کرے گا اور جو شخص اُن سے بغض رکھے گا دراصل وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھے گا۔ جو شخص اُن کو دُکھ دے گا اُس نے مجھ کو دُکھ دیا اور جس نے مجھے دُکھ دیا اُس نے اللہ کو دُکھ دیا اور جس نے اللہ کو دُکھ دیا اور ناراض کیا تو ظاہر وہ اللہ کی گرفت میں ہے۔ (ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ)

حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کی آل سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر نیک اور متقی آدمی میری آل میں شامل ہے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی باب الجیم)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی عبادِ صالحین میں سے تھے۔ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ ان صحابہ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں گزرا۔ یہ اعلیٰ نمونے صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے سیکھے اور رسولِ عربی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عبادِ صالحین میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور بلند مقام رکھتے تھے۔ آپؐ تمام عبادِ صالحین کے سردار ہیں۔ دُنیا کو عبادِ صالحین کی اعلیٰ تعلیم دینے والے اور پھر اپنے اعلیٰ اور حسین عملی نمونے کے ذریعہ ان عبادِ صالحین کو خدا نما وجود بنانے والے ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا۔ اس لیے اگر کوئی عبدِ صالح بننا چاہتا ہے تو اس کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق و عادات کی پیروی کرنی ہوگی۔ اس کے بغیر ایک انسان منعم علیہ گروہ کے کسی زمرہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

عبادِ صالحین میں سب سے اعلیٰ و ارفع مقام آنحضرت ﷺ کا ہے

صالحیت میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور انتہائی بلند مقام اگر کسی کا تھا تو وہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تھا۔ آپ ﷺ عبد کامل تھے۔ آپؐ عبدِ صالح تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ○ (البقرہ:223) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ آپؐ ظاہری و باطنی پاکیزگی کا پورا خیال رکھتے تھے۔ آپؐ کے اندر تمام پاکیزہ عادات و اطوار تھیں۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق یہ گواہی دی کہ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ○ (القلم:5) یعنی آپؐ عظیم الشان اخلاق پر فائز تھے۔ اِس آسمانی شہادت سے بہتر آپؐ کے اخلاق کی تصویر کشی کون کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی رفیقۂ حیات حضرت عائشہؓ کی یہ شہادت ہے کہ اللہ کی رضا کے تابع آپؐ کے سب کام ہوتے تھے اور جس کام سے خدا ناراض ہو آپؐ اُس سے دور رہتے تھے۔ حضرت یزید بن بابنوسؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا اے امّ المومنین! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہؐ کے اخلاق قرآن تھے۔

پھر فرمانے لگیں سورۃ المومنون یاد ہے تو سناؤ۔ حضرت یزیدؒ نے اِس سورت کی پہلی دس آیات کی تلاوت کی جو قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ سے شروع ہوتی ہیں اور جن میں یہ ذکر ہے کہ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں عاجزی اختیار کرتے ہیں وہ لغو چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ اپنے تمام سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اِن آیات کی تلاوت سُن کر فرمایا کہ یہ تھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ۔ الغرض حضرت عائشہؓ کی چشم دید شہادت کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیؐ کے اخلاق قرآن تھے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اوّل قرآن شریف میں بیان فرمودہ تمام اخلاق اور مومنوں کی جملہ صفات کی تصویر آنحضرت ﷺ کی ذات تھی۔ آپؐ جہاں عبدِ کامل تھے وہاں عبدِ صالح کے ارفع اور اعلیٰ ترین مقام پر بھی فائز تھے۔ دوم قرآن نے جو حکم دیے وہ سب آپؐ نے پورے کر دکھائے۔ گویا آپؐ چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔ قرآن شریف میں اس عبدِ صالحؑ کی شخصیت آپؐ کے لباس، حقوق العباد کی نازک ذمہ داریوں، بے پناہ روزمرہ مصروفیات، انقطاع الی اللہ، عبادات، ذکر الٰہی تبلیغ اور پاکیزہ اخلاق، سچائی، راستبازی، استقامت، رافت و رحمت عفو و کرم وغیرہ کے واضح اشارے ملتے ہیں۔ اس عبدِ صالح کی پُر کشش شخصیت کا عکس آپؐ کے خوبصورت اور پُر کشش چہرہ اور آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ سے خوب نمایاں تھا جس کے ہزاروں فدائی اور عاشق پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ جہاں خود عبادِ صالحین کے سردار تھے اور عبادِ صالحین کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز تھے۔ وہیں آپؐ کے عملی نمونہ کی پیروی کے نتیجہ میں آپؐ کے صحابہ کرام اور آپ کے بعد بھی بے شمار انسان عبادِ صالحین کے زمرہ میں داخل ہوئے۔

عبادِ صالحین کے مصداق صحابہؓ رسول اللہ ﷺ

صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی پیروی کے نتیجہ میں عبادِ صالحین کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور اللہ اُن سے اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ کے نقشِ قدم اور اُسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے صحابہ رسول بھی عبادِ صالحین کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور عبادت گزاری، زہد و اِتقاء، باطنی و ظاہری صفائی، ایثار، قربانی، راست گفتاری، دیانت اور امانت صبر و رضا اور اطاعت کے ایسے اعلیٰ نمونے دکھائے جو آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

عبادِ صالحین کے زمرہ میں شامل اِن صحابہ کرام کی عبادت گزاری اور زہد و اتقا کی چند جھلکیاں پیش ہیں جن کو پڑھ اور سُن کر آج بھی انسان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ زہد و اتقا اور عبادت گزاری کے بغیر انسان عبادِ صالحین کے زمرہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے خاص کر صحابہ کرام کے زہد و اتقا اور عبادت گزاری کے اعلیٰ نمونوں اور واقعات کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق ثابت ہے کہ آپؓ نے عالم جوانی میں اسلام

قبول کیا مگر شب بیداری آپؓ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپؓ کا کنبہ نہایت مختصر اور صرف تین اصحاب پر مشتمل تھا یعنی آپؓ خود آپؓ کی بیوی اور ایک خادم مگر اس مقدّس خاندان نے عبادتِ الٰہی کے لیے ایسی تقسیم اوقات کر رکھی تھی کہ جس سے ساری رات ہی عبادت میں بسر ہوا اور وہ اِس طرح کہ تینوں باری باری ایک تہائی رات جاگتے اور عبادت کرتے تھے۔ (ترمذی ابواب الزہد)

حضرت عبداللہ بن عمر جوانی میں ہی نہایت متقی عبادت گزار اور عبدِ صالح تھے۔ عبادت کے شوق میں رات کو مسجد کے فرش پر سو رہے دُنیاوی دل فریبیوں سے کوئی سروکار نہیں تھا اور خواہش نفسانی پر پورا قابو رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ پر آپؓ کی عبادت گزاری اور پاکبازی کا اِس قدر اثر پڑا تھا کہ آپؐ نے برملا آپؓ کو عبدِ صالح کا لقب عطا فرمایا۔ چنانچہ اسی وجہ سے ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ ''جوان صالح'' ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد5 صفحہ330)

حضرت ابوطلحہؓ نے بالکل نوعمری میں اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن عبادت کے ذریعہ تقویٰ اور طہارت میں وہ بلند مقام حاصل کر لیا تھا کہ جلیل القدر صحابہ کرام آپؓ سے دُعائیں کرواتے تھے۔ آپؓ اِس کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ آپؓ کا لقب ''سجاد'' پڑ گیا تھا۔ (مستدرک حاکم جلد3 صفحہ374)

اسلام لانے سے قبل حضرت ابوسفیان مخالفت میں بڑھے ہوئے تھے مگر مسلمان ہونے کے بعد اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی اور انقلاب پیدا کر لیا اور عبادِ صالحین کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ آپؓ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیم کا ایک زندہ نمونہ بن گئے تھے۔ رات اور دِن کا اکثر حصّہ عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ اس وجہ سے آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو جوانانِ جنت کا لقب دیا تھا۔ (اسد الغابہ جلد3 صفحہ323)

پس یہ چند واقعات اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جن سے یہ بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام عبادِ صالحین کے گروہ میں شامل تھے۔

صالحیت کا مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جن چار درجات کا ذکر کرتا ہے اُن میں سے ایک درجہ صالحیت کا مقام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (النساء آیت 70)

ترجمہ: اور جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی پس یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات نازل ہوئے نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہداء میں سے اور صالحین میں سے اور کتنے بہترین ہیں یہ ساتھی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اِس آیت کی تفسیر میں صالحین کے درجے اور مقام کی جو پُر حکمت تشریح بیان فرمائی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہم نماز میں یہ دُعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اِس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال، صلحاء کا کمال... اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اُس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔'' (الحکم جلد12 مورخہ 6 مئی 1908ء صفحہ5)

اسی طرح ایک اور مقام پر صالحین کی صفات بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ''صالحین وہ ہوتے ہیں جن کے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہے۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ255)

نیز فرمایا: ''صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔'' (الحکم جلد6 مورخہ 24 جولائی 1902ء صفحہ6)

جب انسان صالحین میں داخل ہو جائے تو اُس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اِس بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اُس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر رہوں۔'' (الحکم جلد5 مورخہ 17 اگست 1901ء صفحہ2)

انسان عبادِ صالحین کے مقام میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے۔ اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''چوتھا درجہ صالحین کا ہے جن کو موادِ ردیہ سے صاف کر دیا گیا ہے اور اِن کے قلوب صاف ہو گئے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب تک موادِ ردیہ دور نہ ہوں اور سوءِ مزاج رہے تو مزہ زبان تک کا بھی بگڑ جاتا ہے، تلخ معلوم دیتا ہے اور جب بدن میں پوری صلاحیت اور اصلاح ہو اُس وقت ہر ایک شے کا اصل مزہ معلوم ہوتا ہے اور طبیعت میں ایک قسم کی لذّت اور سرور اور چستی اور چالاکی پائی جاتی ہے۔ اِس طرح پر جب انسان گناہ کی ناپاکی میں مبتلا ہوتا ہے اور روح کا قوام بگڑ جاتا ہے اور پھر روحانی قوتیں کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ عبادات میں مزہ نہیں رہتا طبیعت میں ایک گھبراہٹ اور پریشانی پائی جاتی ہے لیکن جب موادِ ردیہ جو گناہ کی زندگی سے پیدا ہوئے تھے توبۃ النصوح کے ذریعہ خارج ہونے لگیں تو روح میں وہ اضطراب اور بے چینی کم ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ آخر ایک سکون اور تسلی ملتی ہے۔ پہلے جو گناہ کی طرف قدم اُٹھانے میں راحت محسوس ہوتی تھی اور پھر اسی فعل میں جو نفس کی خواہش کا نتیجہ ہوتا تھا اور جھکنے میں خوشی ملتی تھی اُس طرف جھکتے ہوئے دُکھ اور رنج معلوم ہوتا ہے روح پر ایک لرزہ پڑ جاتا ہے، اگر اِس تاریک زندگی کا وہم یا تصوّر بھی آ جائے اور پھر عبادات میں ایک لُطف، ذوق، جوش اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے اور روحانی قویٰ جو گناہ آمیز زندگی سے مردہ ہو چلے تھے اُن کا نشوونما شروع ہوتا ہے اور اخلاقی طاقتیں اپنا ظہور کرتی ہیں۔'' (الحکم جلد5 مورخہ 24 مارچ 1901ء صفحہ1 تا2)

عبادِ صالحین بننا اور مقامِ صالحیت پر فائز ہونا منعم علیہ گروہ میں داخل ہونا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اِس تعلق سے افرادِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں: نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شاخیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔

ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لیے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اُس طریق پر جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے... اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اِس طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت ﷺ نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔‘‘ (الحکم جلد 9 مورخہ 31 مارچ 1903ء صفحہ 6)

پس سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مقامِ صالحیت اور عبادِ صالحین کے فضائل، برکات، اہمیت اور اوصاف کا جس قدر شاندار الفاظ میں نقشہ پیش کیا ہے اُس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی بخش تحریرات کی روشنی میں عبادِ صالحین کے زمرہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عبادِ صالحین کی صحبت میں رہنے کی اہمیت و برکات

عبادِ صالحین کا مقام اور مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ اِن عبادِ صالحین کی صحبت صالحین میں رہنے والوں کو جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اُس کی رضا حاصل ہوتی ہے وہاں بے شمار برکات اور حسنات کا حصول بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی قرآن کریم میں حکم ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○ (التوبہ: 119) یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ عبادِ صالحین بننے کے لیے صالحین اور صادقین کی صحبت اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ بُری صحبت سے انسان ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے، شیطان کے پنجوں میں گرفتار ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا○ (الفرقان 31-30)

ترجمہ: اے وائے ہلاکت کاش میں فلاں شخص کو پیارا دوست نہ بناتا۔ اُس نے یقیناً مجھے اللہ کے ذکر سے منحرف کر دیا۔ بعد اُس کے کہ وہ میرے پاس آیا اور شیطان تو انسان کو بے یار و مددگار چھوڑ جانے والا ہے۔

پس شیطان سے بچنے اور ہلاک اور برباد ہونے سے بچنے کے لیے صحبتِ صالحین اور صحبتِ صادقین کو اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ عبادِ صالحین کی صحبتِ صالحین اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’قرآن کریم نے مومنوں کو خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے کہ تم ہمیشہ صادقوں کی معیّت اختیار کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گرد و پیش کی اشیاء سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا مگر وہ اپنی دوستی اور ہم نشینی کے لیے اُن لوگوں کا انتخاب کرے گا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے اور جن کا مطمح نظر بلند ہوگا تو لازماً وہ بھی اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 381)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحبتِ صالحین کی برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن شریف میں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فرمایا ہے اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادِق موجود رہتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 609)

ایک اور مقام پر آپؑ صحبتِ صالحین اختیار کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اِس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو اُن میں بدی اثر کر جاتی ہے ... سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبتِ صالحین سے دور رہے ... غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفسِ مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔‘‘ (الحکم جلد 8 نمبر 2 مورخہ 17 جنوری 1904ء صفحہ 1)

صحبتِ صالحین میں رہنے کے کیا روحانی فوائد ہیں اِس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’دو چیزیں ہیں ایک تو دُعا کرنی چاہیے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ راستبازوں کی صحبت میں رہو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے۔‘‘ (البدر جلد نمبر 2 مورخہ 31 جولائی 1903ء صفحہ 1)

احادیث میں بھی خصوصیت کے ساتھ صحبت صالحین اختیار کرنے اور عبادِ صالحین کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس کی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اُٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اُٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔ (مُسلم کِتَاب الْبِرّ وَالصِّلَة)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مذکورہ حدیث مبارکہ کے حوالے سے صحبت صالحین کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوشبو بانٹنے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اُٹھا رہے ہوں۔ پس اس کے لیے بہت مجاہدے کی ضرورت ہے۔ اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔‘‘ (خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 397 تا 398)

پس قرآنِ کریم، احادیث، سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاءِ کرام کے ارشادات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر ایک انسان عبادِ صالحین کے منعم علیہ گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہے تو صحبت صالحین اختیار کرے عبادِ صالحین اور عباد

الصادقین کی صحبت ہی ہے جو انسان کو صالحین کے گروہ میں داخل کر سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمیشہ صحبتِ صالحین میں رہنے والا اور عباد الصالحین میں داخل ہونے والا بنادے۔آمین

نمازیں(تشہد)میں نمازی کے

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے: سلام ہو جبرائیل اور میکائیل پر۔سلام ہو فلاں اور فلاں پر، سلام ہو اللہ پر۔آنحضرتؐ ایک روز ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تو خود سلام ہے۔تم اللہ کو کیا سلام کرتے ہو، اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یہ کہے: تمام آداب بندگی، تمام عبادات اور تمام بہترین تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔آپ پر سلام ہوا ے نبیؐ اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے، اس کو پہنچ جائے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔(صحیح البخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہہ کہ تمام عبادِ صالحین پر سلامتی بھیجی گئی ہے کیونکہ عبادِ صالحین منعم علیہ گروہ میں سے ہیں۔عبادِ صالحین کے گروہ میں شامل ہونا اور اس کے نتیجہ میں سلامتی حاصل کرنا یہ بہت بڑا انعام ہے جو اس گروہ کو حاصل ہوتا ہے۔تمام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء عبادِ صالحین میں شامل تھے جن پر اللہ کی طرف سے سلامتی نازل ہوئی۔اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ منعم علیہ کے چاروں گروہوں میں سب سے افضل و اکرم اور اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز تھے۔اس لیے تمام مومنین کو آنحضرت ﷺ پر درود اور سلامتی پہنچانے کا حکم ہے اور اس درود میں جب ہم آلِ محمد کہتے ہیں تو اس میں بھی تمام عبادِ صالحین شامل ہوتے ہیں کیونکہ خدا کے نیک، متقی، پرہیزگار اور مومن بندے بھی آنحضرت ﷺ کی ''آل'' میں شامل ہیں۔پس عبادِ صالحین بننا اور اِس گروہ میں شامل ہونا بے شمار افضال و برکات اور انعامات کا وارث بننا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عبادِ صالحین میں شامل ہونے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔آمین۔

پس یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عبادِ صالحین بننا اور نیک اعمال بجالانا اور اِس طرح منعم علیہ گروہ میں شامل ہو کر تمام برکات اور حسنات حاصل کرنا جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ایک احمدی کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ اسی طرح عبادِ صالحین بننے کے لیے صالحین کی صحبت میں رہنا بھی ضروری ہے۔ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ''تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔''(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 404)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ بدی ہم کر لیں پھر نیک بن جائیں گے۔ایسے آدمیوں کو نیکیوں کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔بعد میں توبہ کر لینے کی نیت کے ساتھ بدی کی طرف جھکنا کبھی اعمالِ صالحہ کی توفیق نہیں دیتا۔(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 388)

پس یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عبادِ صالحین میں داخل ہونے کے لیے مکمل طور پر ہر قسم کی بدی سے بچنا ہوگا اور نیکیاں اختیار کرنی ہوں گی۔تبھی ایک انسان کامل طور پر عبادِ صالحین کے گروہ میں شامل ہو سکتا ہے اور اُن تمام برکات اور انعامات کا حقیقی وارث بن سکتا ہے جن کا تعلق عبادِ صالحین کے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی معنوں میں عبادِ صالحین بننے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جلد از جلد پوری ہوں جن کا تعلق عبادِ صالحین کے ساتھ ہے۔اللہ کرے ایسا ہی ہو۔آمین۔

ہومیوپیتھی کے معجزات

موسمیاتی تبدیلی کے دوران

موسم کی تبدیلی کے دوران صحت کے مسائل سے نمٹنے کے لیے کچھ ہومیوپیتھک ادویات مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

1.Allium Cepa 200

نزلہ زکام کے لیے مفید ہے جس میں ناک بہنا اور آنکھوں سے پانی آنا شامل ہے، خاص طور پر جب یہ سرد اور مرطوب موسم میں بگڑ جائیں۔

2.Gelsemium 200

فلو جیسی علامات کے لیے استعمال ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں، کمزوری، نیند، اور سردی کا احساس ہوتا ہے، عام طور پر گرم موسم کے سرد ہونے پر۔

3.Rhus Toxicodendron 200

جوڑوں اور پٹھوں کے درد کے لیے مفید ہے جو سرد اور مرطوب موسم میں بگڑ جاتے ہیں لیکن حرکت اور گرمی سے بہتر ہوتے ہیں۔یہ خارش اور جلدی امراض کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔

4.Bryonia 200

خشک کھانسی اور سر درد کے لیے مفید ہے جو حرکت اور سرد، خشک موسم سے بگڑتے ہیں۔یہ جسم کے درد کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے جہاں مریض حرکت نہ کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

5.Dulcamara 200

مرطوب اور سرد موسم سے بگڑنے والی حالتوں کے لیے مثلاً سانس کی تکالیف، جلدی امراض، اور جوڑوں کے درد کے لیے بہترین ہے۔

6.Nux Vomica 200

ہاضمے کی خرابی، نزلہ زکام، اور فلو جیسی علامات کے لیے مفید ہے، خاص طور پر جب سردی، زیادہ کھانے، یا ذہنی دباؤ کی وجہ سے ہوں۔

7.Pulsatilla 200

نزلہ زکام کے لیے مفید ہے جس میں گاڑھا، پیلا اخراج ہوتا ہے، اور علامات جو بدلتی رہتی ہیں۔یہ ان لوگوں کے لیے بھی مفید ہے جو گرم کمروں میں بگڑتے ہیں اور تازہ ہوا میں بہتر ہوتے ہیں۔

(مرسلہ :عمر ہارون)